Good اور bad پروپیگنڈہ کرنے والا طبقہ

تالیف

حضرت مولانا سہیل باوا صاحب دامت برکاتہم

ناشر

ختم نبوۃ اکیڈمی لندن

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نامِ کتاب: Good اور Bad پروپیگنڈہ کرنے والا طبقہ
تالیف: حضرت مولانا سہیل باوا صاحب زید مجدہم
سرورق: راحیل اعجاز صاحب
ناشر: ختم نبوت اکیڈمی (لندن)
اشاعت: نومبر 2020ء

کتاب ملنے کے پتے

مکتبہ عزیزیہ، سلام کتب مارکیٹ، بالمقابل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبہ مروان، دکان نمبر 19، سلام کتب مارکیٹ، بالمقابل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

شائع کردہ

ختم نبوت اکیڈمی، لندن
KHATM E NUBUWWAT ACADEMY
387 Katherine Road , Forest Gate , London E7 8LT , United Kingdom
Phone: 020 8471 4434 | Cell : 0788 905 4549 , 0795 803 3404
Email: khatmenubuwwatacademy@gmail.com
Website: www.khatmenubuwwat.org

أعوذ بالله السميع العليم
من الشيطان المردود الرجيم
بسم الله الرحمن الرحيم

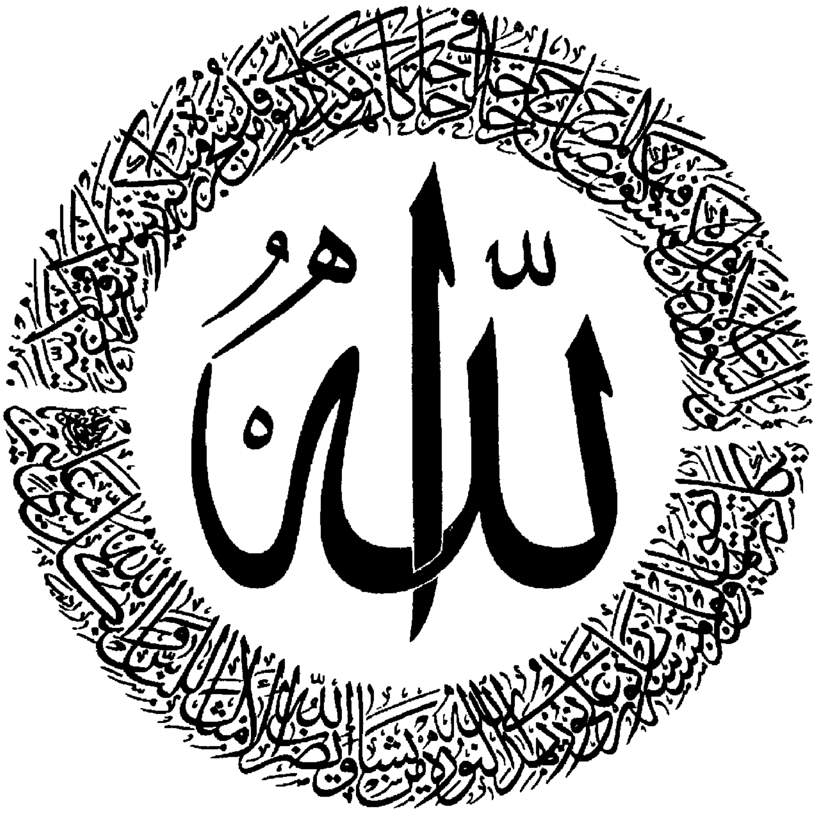
الله

فہرستِ مضامین

عنوان	صفحہ
کھری بات	8
حقیقت کے دریچے	10
تحریک ختم نبوت کا چراغ روشن رکھنے والے کون تھے؟	12
دلوں پر کس کی تکفیر نقش ہوگئی؟	15
ایک بار نہیں، ہزار بار دجال کہیں گے	18
احرار کے چنگل سے نجات دلا دیں سر ظفر اللہ خان کی وائسرائے اور گورنر سے فریاد	21
پاسپورٹ میں مذہبی خانہ کیوں ضروری ہے؟	23
اسلام، پاکستان اور اقلیتیں	25
گڈ اور بیڈ کا پروپیگنڈہ	30
قادیانی گروہ کی کتابوں پر پابندی کیوں؟!	33
قائداعظم کے جنازے سے سرد مہری کا مظاہرہ	35

پاکستان کیخلاف عالمی پروپیگنڈہ مہم....... مجرم کون؟!	37
پاکستان کے بننے سے پہلے قادیانی عزائم	41
بھٹو مرحوم کے گیت گانے والے آج گڑھے مردے اُکھاڑنے پر کیوں تلے ہوئے ہیں؟	49
باؤنڈری کمیشن میں قادیانیوں کا موقف	54
قادیانیت کے کفر کا فیصلہ ''ملا'' کا نہیں، اسمبلی کا ہے	57
نئی وجدید تیکنیکی بنیادوں پر صف بندی کرنے والا گروہ	59
ہم آہ بھی کریں تو ہو جاتے ہیں بدنام	63
پاکستان قومی اسمبلی کی 1974ء کی کارروائی تحریر: شاہد کمال (سابق قادیانی)	67
پاکستان میں قادیانیوں کے حقوق غصب ہونا شاید ایک حقیقت ہو؟	70
کیا محمد علی جناح مرحوم کو ہندوستان کی واپسی کے لیے ''قادیانیوں'' نے آمادہ کیا؟	71
تحریک پاکستان پس منظر اور نصب العین	73
قادیانی جماعت بیرونِ ملک پاکستان کا تشخص بگاڑنے میں مصروف ہے	75
قادیانیوں کا دنیا میں بادشاہی کا خواب	78
تحریک ختم نبوت زندہ باد	80
بھٹو مرحوم سے حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خاص بات کہی؟	84
(پاکستان میں قادیانیوں پر بربریت) Barbaric Persecution in Pakistan	86

قادیانی خلیفہ مرزا مسرور اور ڈسٹرکٹ جیل (عوام کی نظروں سے اوجھل ایک اور تاریخی حقیقت)	90
پاکستان میں قادیان الیکشن ڈرامہ	93
قادیانی گروہ 125 سال بعد بھی اپنی شناخت سے محروم ہے	94
قادیانیوں کو مظلوم بنا کر پیش کیا جا رہا ہے (انٹرویو) حکومت قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند کرے	97

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کھری بات

قادیانی جماعت کی پاکستان مخالف مہم جوئی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ قیامِ پاکستان سے لے کر اَب تک قادیانی جماعت اَن گنت طریقوں سے پاکستان اور اہلِ اسلام کو نقصان پہنچانے اور اُن کی کردار کشی کرنے میں پیش پیش رہی ہے۔ الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کی دنیا میں اپنی مظلومیت کا رونا رونے والی قادیانی جماعت پاکستان اور مسلمانوں کے اِمیج کو جس طرح خراب اور بدنام کرتی آئی ہے اور اب تک کر رہی ہے، وہ محتاجِ بیاں نہیں۔

پاکستان کے سرکاری اور غیر سرکاری مختلف شعبوں سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کے باوجود پاکستان کے مقامی قادیانی اور بیرون ممالک میں بسنے والے قادیانی اس میں کس کس طرح تحریری اور تقریری طور پر پاکستان کی سلمیت پر حملہ آور ہوتے ہیں' لمحۂ فکریہ رکھتا ہے، جس کی ایک تازہ مثال قادیانیت کی جانب سے جولائی 2020ء میں Suffocation of the faithful کے نام سے شائع ہونے والی دلخراش رپورٹ کو دیکھ کر بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اپنی بے ثباتی اور کم مائیگی کے باوجود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد و نصرت میرے شاملِ حال رہی کہ پاکستان کے بارے میں قادیانیت نے جہاں سے بھی تنقید کی، الحمدللہ بندۂ ناچیز نے حتی الامکان تحریری شکل

میں اُن کے جوابات علمی طور پر حقائق کی روشنی میں دیئے، جو اپنے اپنے موقع پر مختلف رسائل و جرائد میں چھپتے رہے، مگر پھر میرے احباب کی جانب سے یہ اصرار بڑھنے لگا کہ میں اپنے ایسے سارے کالموں کو رسالہ کی شکل دے دوں، تا کہ بکھرا ہوا تحریری مواد ایک جگہ رسالہ کی شکل میں سمٹ کر محفوظ ہو جائے۔

اپنی اس حقیری سی کاوش کو انتساب کے طور حضرت علامہ مولانا انور شاہ کاشمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام منسوب کرتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس رسالہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، آمین ثم آمین

سہیل باوا

ختم نبوت اکیڈمی، لندن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقیقت کے دریچے

’’گڈ اور بیڈ پروپیگنڈہ کرنے والا طبقہ‘‘ دراصل حضرت مولانا سہیل باوا صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے اُن کالموں کا مجموعہ ہے، جو انہوں نے مختلف مواقع پر پاکستان کے حوالے سے قادیانیوں کی مخصوص سرگرمیوں اورعزائم کے سلسلہ میں لکھے ہیں، جومختلف اخبارات ورسائل کی زینت بنتے آئے ہیں، تاکہ ہر مسلمان، اخباری نمائندے، سوشل میڈیا کے احباب اور ٹی وی اینکرز قادیانیت کے شر اور فتنہ سے باخبر رہیں، جو قیامِ پاکستان سے پہلے اور قیامِ پاکستان کے بعد اب تک ان قادیانیوں کی طرف سے پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف ہوتے آئے ہیں۔

اس مجموعہ میں آپ نا صرف قادیانیت کے سیاسی اور مذہبی حربوں کو پڑھیں گے، بلکہ بیرونِ دنیا میں مسلمانوں اور پاکستان کو بدنام کرنے کے لیے قادیانیت اب تک جس ایڑی چوٹی کا زور لگاتی آئی ہے، وہ حقائق بھی اس کتاب کا حصہ ہیں۔ قادیانیت کی نئی اور پرانی تاریخ ہمیشہ سے مسلمانوں کی سیاسی، معاشرتی اور مذہبی مخالفت کا حصہ رہی ہے، خصوصاً مسلمانوں کے اجتماعی ’’عقیدۂ ختمِ نبوت‘‘ پر قادیانیت ضرب کاری لگانے کی کوشش کرتی آئی ہے، جس کو دنیا کے ہر حصے میں ختمِ نبوت کے متوالوں نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مدد و نصرت سے ہمیشہ ناکام بنایا ہے. یہی وجہ ہے کہ جب پاکستان میں قومی اسمبلی کی سطح پر قادیانی کلٹ کو غیر مسلم

اقلیت قرار دیا گیا، اور آئین وقانون کے تحت ان کے حقوق کا تحفظ کرلیا گیا، تو اس اصولی فیصلے کو ماننے کی بجائے' قادیانی جماعت نے دنیا بھر میں پاکستان اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

انہی باتوں کو عالمی مبلغِ ختمِ نبوت حضرت مولانا سہیل باوا صاحب نے ''گڈ اور بیڈ پروپیگنڈہ کرنے والا طبقہ'' کے زیرِعنوان آشکار کیا ہے، جو اس وقت اشاعت پذیر ہوکر بطور ہدیہ (بلا قیمت) آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ نیز اسی جذبہ کے تحت مختلف کتب اور رسائل جن میں خصوصی طور پر ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ''، ''فلسطین کی ڈائری'' اور ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب ''مقدمہ بہاولپور'' چھپ کر سامنے آنا والا ہے۔ جب کہ اوپر کی دو کتب اب تک چھپ کر علمائے کرام اور ختمِ نبوت سے علمی ذوق رکھنے والے بھائیوں کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی جاچکی ہیں، تاکہ آپ اور آپ کی آنے والی نسلیں پاکستان اور مسلمانوں کے بارے میں قادیانیت کی خفیہ اور خطرناک سرگرمیوں سے آگاہ رہیں، جس کے لیے حضرت مولانا سہیل باوا صاحب اور ان کا ادارہ ''ختمِ نبوت اکیڈمی (لندن)'' لائقِ تحسین ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اُن کی اِن مساعیِ جمیلہ کو اُن کے لیے ذریعۂ نجات بنائے، اور اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے، آمین ثم آمین۔

و ما توفيقي إلا بالله

خالد محمود

(سابق: یوئیل لندن)

کراچی

۲۵-۰۲-۱۴۴۲ھ

12-10-2020ء

تحریک ختم نبوت کا چراغ روشن رکھنے والے کون تھے؟

بہت سے لوگ ہم سے شکوہ کرتے آ رہے ہیں کہ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے، لہٰذا تحریک ختم نبوت سے وابستہ تمام جماعتوں کو ختم کر دینا چاہیے۔ راقم بچپن سے یہ باتیں سن رہا ہے، تحریک ختم نبوت کا مشن ابھی تک ختم نہیں ہوا۔ شاید یہ لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں، بلکہ تحریک ختم نبوت کا دائرہ کار اور اس کی ذمہ داری میں ستمبر 1974ء کے بعد مزید اضافہ ہوا ہے۔

اب تو حال یہ ہے کہ پوری دنیا سے تقاضے آ رہے ہیں کہ آپ لوگ تشریف لائیں، یہاں تحفظ ختم نبوت کی محنت کی ضرورت ہے۔ پوری دنیا میں تحریک ختم نبوت کی دعوت و تبلیغ کی تحریک پوری طرح سرگرم ہے، اگر پہلے تحریک ختم نبوت کے کارکن ہزاروں میں تھے تو اب الحمدللہ لاکھوں میں ضرور ہیں۔ بہر حال پہلے بھی یہ تحریک چل رہی تھی، ان شاء اللہ! آئندہ بھی یہ تحریک اپنے منہج و مقصد پر کام کرتی رہے گی اور ان شاء اللہ تحریک ختم نبوت کا یہ قافلہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قافلے کے ساتھ جنت میں حضور ﷺ کی معیت کے لیے جا پہنچے گا۔

اہلِ اسلام، قادیانی فتنہ سے کبھی بھی غافل نہیں ہوئے ہیں۔ راقم کو اس بات کا اظہار کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ سلسلے میں دارالعلوم دیوبند کو امتیازی کردار اور ممتاز خصوصیت حاصل ہے۔ یوں تو تحفظ ختم نبوت کے کام کے سلسلے میں تمام اسلام فرقوں نے اپنا اپنا کردار ادا کیا، لیکن قادیانیت کا مدمقابل اور اصل حریف، اس کی راہ کا سنگ گراں دارالعلوم دیوبند ہی تھا۔ سب سے پہلے دارالعلوم دیوبند کے اور ہمارے سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ مکہ میں مقیم تھے، انہوں

نے بطورِ کشف قادیانی فتنہ کے ظہور کی پیشن گوئی فرمائی اور علماء امت کو خبردار کر دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ قادیانی فتنہ کے ظہور سے پہلے ہی اس فتنے سے امت کی حفاظت کے لیے اللہ نے علماء امت کے قلوب کو متوجہ فرما دیا تھا۔ قادیانی فتنہ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۷ھ بانی دارالعلوم دیوبند کے وصال کے بعد رونما ہوا۔

مگر اللہ تعالیٰ کی شان کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کی ختم نبوت پر ایک رسالہ "تحذیر الناس" تحریر فرما دیا تھا، جس میں عقیدۂ ختم نبوت کو اس قدر مدلل بیان فرمایا تھا کہ قادیانی تاویلات کے تمام راستے بند کر دیئے۔

اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پہلے شخص تھے جنھوں نے فتنہ انکارِ ختم نبوت کے ظہور ہونے سے پہلے ہی حضور ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کے قائل اور متواترات دین کا انکار کرنے والے کو کافر قرار دے کر ان پر کفر کا فتویٰ صادر فرما دیا تھا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمان تو مسلمان غیر مسلموں کو بھی اسلام کے بنیادی عقائد توحید و رسالت کو سمجھانے کے لیے شدید محنت کی، بالخصوص آپ ﷺ کی عظمت اور ختم نبوت کو ثابت کرنے کے لیے جتنا کام حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اور جس انداز سے عقلی نقلی دلائل سے اس عقیدہ کو ثابت کیا اور غیر مسلموں کے ساتھ تقریری و تحریری مباحثوں کے دوران اس کو منوایا، تاریخ اسلام میں کوئی عالم اس طرح کا نہیں گزرا۔ حضرت قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کمال یہ بھی تھا انھوں نے ختم نبوت کے موضوع پر اس زمانے میں کام کیا جب کہ ہندوستان میں خود کو مسلمان کہنے والا کوئی شخص ختم نبوت کا منکر نہ تھا۔ اگر اُن کی زندگی میں یہ فتنہ اُٹھتا تو اللہ جانے وہ کیا کچھ کر گزرتے۔ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے بیان اور اس کے اظہار کے لیے بہانے کی تلاش میں رہتے۔ ماضی میں عقیدۂ ختم نبوت پر کام تو بہت سوں نے کیا، لیکن ختم نبوت کا اس قسم کا کوئی مبلغ نہیں گزرا۔ اگر کسی کے علم میں ہو تو باحوالہ اطلاع ضرور دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

مولانا کو ہندوستان میں تحریک تحفظ ختم نبوت کا بانی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ علماء دیوبند کو یہ شرف سب سے پہلے حاصل ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کا پیچھا کیا۔ ۱۳۰۱ھ میں جب مرزا قادیانی نے جب اپنے الہامات کو وحی الٰہی کی حیثیت سے براہین احمدیہ میں شائع کیا تو لدھیانہ کے علماء مولانا محمد، مولانا عبداللہ، مولانا اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہم نے کہہ دیا تھا کہ یہ کتاب ٹھیک نہیں ہے۔ یہ شخص آگے چل کر فتنہ کا باعث بنے گا،

اس لیے کہ مرزا قادیانی بار بار اس کتاب میں کہتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا ہے اور مجھے وہ الہام ہوا ہے، لہٰذا علماء لدھیانہ نے فوری فتویٰ صادر فرما دیا کہ یہ شخص مسلمان نہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اچھی طرح تحقیق و تنقیح کے لیے ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۱ھ علماء لدھیانہ کے ساتھ دارالعلوم دیوبند کے سالانہ جلسے کے موقع پر بالمشافہ گفتگو فرمائی۔

دارالعلوم کے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جو صاحب کشف تھے، انہوں نے ایک تحریری فیصلہ صادر فرمایا جس میں انہوں نے مرزا قادیانی کو لا مذہب قرار دیا۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فیصلے کے متصل ہی مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو خارج از اسلام قرار دیا۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تمام اکابر علماء دیوبند کے مقتدا تھے۔ ان کا فتویٰ گویا پوری جماعت کا متفقہ فیصلہ تھا۔ یہی وجہ ہے مرزا قادیانی اس ضرب کی ٹیس کو آخری زندگی تک محسوس کرتا رہا۔

دلوں پر کس کی تکفیر نقش ہوگئی؟

ان اکابرامت کی بدولت مرزا قادیانی جمہور المسلمین میں زبردست رسوا ہوا اور مسلمانوں کے دلوں پر مرزا قادیانی کی تکفیر نقش ہوگئی۔ یہ مرزا قادیانی کے لیے ایک حادثۂ عظیم سے کم نہیں تھا۔

مرزا قادیانی نے اپنی فطرت کے عین مطابق علماء ومشائخ کے خلاف بکنا شروع کردیا۔ مرزا قادیانی ان الفاظ سے اپنی کتاب انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد: 11، صفحہ: 252 میں لکھتا ہے:

''آخرهم شيطان الأعمٰى والضول الدغوى يقال له رشيد احمد الجنجوهي الأمروهي ومن الملعونين.''

ترجمہ: ''ان میں سے آخری شخص وہ اندھا شیطان اور بہت گمراہ دیو ہے جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں اور مولانا احمد حسن امروہی کی طرح شقی اور ملعونوں میں سے ہے۔''

علماء امت نے مرزا قادیانی سے ذلیل قسم کی گالیاں کھائیں، لیکن خود اپنی زبان کبھی گندی نہ کی۔

جب مرزا قادیانی کو گالی بکنے پر ٹوکا گیا تو کہنے لگا کہ قرآن مجید گالیوں سے بھرا پڑا ہے، اس طرح مرزا قادیانی کا حقیقی چہرہ اور بھی لوگوں کے سامنے آ گیا۔

علماء امت نے قادیانیت کا تعاقب اور تیز کردیا اور عامۃ المسلمین میں مرزا قادیانی کی تکفیر کے سلسلے میں مزید فتاویٰ جات کے ذریعہ فضا بنائی۔ اسی دوران دارالعلوم دیوبند سے مرزا قادیانی کے بارے میں دوسرا فتویٰ صفر ۱۳۳۱ھ میں جاری ہوا، جس پر حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ، رئیس المدرسین

دیوبند حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور تمام اکابر دیوبند کے ساتھ ساتھ دوسرے مشاہرین علمائے ہند نے بھی دستخط کیے۔اس فتوے میں مرزا قادیانی اور اس کے جملہ متبعین کو خارج از اسلام ہونے پر اتفاق کیا گیا۔یہ طویل فتویٰ ''القول الصحیح في مکائد المسیح'' کے نام سے شائع ہوا۔

۱۲رجب ۱۳۳۶ھ کو تیسرا مبسوط فتویٰ دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے صادر ہوا۔اس پر بھی تمام مشاہیر علمائے ہند کے دستخط موجود تھے اور یہ فتویٰ تکفیر قادیان کے نام سے طبع ہوا۔اسی دوران اکابر علماء دیوبند میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کے بارے میں ایک اور فتویٰ جاری کردیا،جس پر علمائے حرمین شریفین نے دستخط کیے۔مکہ معظّمہ کے مفتی اعظم رئیس القضاۃ شیخ عبداللہ بن حسن نے مرزا قادیانی کے کفر کا اعلان کرتے ہوئے اس کے پیروؤں کو بھی اسلام سے خارج قرار دیا۔

ان تمام فتووں کا نتیجہ یہ نکلا کہ برعظیم کا ہر صوبہ مرزا قادیانی کے دعوے سے اور باخبر ہوگیا۔یہ زمانہ تھا جب کہ وقت کے علماء نے مرزا قادیانی کی خوب خبر لی۔یہ حضرات اپنے زمانے میں برعظیم کے نامور علماء تھے اور تمام ملک میں مسلمانوں کے اجتماعی مزاج اور دینی اعتبار سے ان کا ایک عظیم اثر تھا،جنھوں نے اپنے اپنے دوائر میں مسلمانوں کو مرزا قادیانی کے کفر سے خبردار کیا،جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ مرزا قادیانی نے آریوں اور عیسائیوں سے مناظروں کا جو ڈھونگ رچا رکھا تھا وہ خاک میں مل گیا۔

علماء مرزا قادیانی کا پیچھا کرتے اور وہ ان سے بھاگتا پھرتا،اور اب تک قادیانیوں کا یہی حال ہے۔علماء کی بدولت مرزا قادیانی مسلمانوں میں ہر طرح سے مغضوب ومتروک ہوگیا۔مرزا قادیانی بالکل محدود سے محدود ہوکر رہ گیا،اس کی اپنی زندگی میں اس کے پیروکار ڈیڑھ دو ہزار سے بھی زائد نہ ہوسکے۔

قادیانیت کو مرزا بشیرالدین محمود کے زمانے میں نہ صرف یہ کہ مختلف مادی فوائد حاصل ہوئے،بلکہ ان کے لیے سرکاری ملازمتوں کا دروازہ بھی کھل گیا،اس لیے جو لوگ دین کے معاملہ میں کمزور تھے،وہ ان فوائد سے متمتع ہونے کے لیے قادیانی ہوگئے تھے۔

غرض برعظیم کے ہر صوبے میں مرزا قادیانی کے مدمقابل دینی ولولہ پیدا ہوگیا تھا،البتہ مرزا قادیانی نے عام مسلمانوں میں اسلامی عقائد کے سلسلے میں جو غلط فہمیاں پھیلائی تھیں،اس کے ازالے اور شکوک وشبہات کے رد کے لیے علمائے دیوبند نے قلم اٹھایا اور جوابات لکھے۔اس موضوع پر جس قدر کتابیں

لکھی گئی ہیں، اسلامی تاریخ میں کسی بھی ملحدانہ اور اسلام سے منحرف گروہ پر اتنا لٹریچر کبھی بھی تیار نہیں ہوا۔اس سلسلے میں امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری ؒ اور حضرت مولانا محمد علی مونگیری ؒ ناقابل فراموش ہیں ۔ ان حضرات کی تحریک وجدوجہد کے نتیجہ میں قادیانیت سے متعلق اہل قلم کی دوڑ پیدا ہوگئی، ان حضرات کے احباب وتلامذہ نے بھی قادیانیت پر گراں قدر کتابیں تالیف کرڈالیں۔صرف اکابرین علمائے دیوبند کی تالیف کردہ کتابوں کی فہرست ہی نقل کرنا چاہوں تو وہ ناممکن ہے۔راقم کے پاس معلوم کتابوں کی فہرست ہے، ورنہ تلاش کی جائیں تو بہت سی کتابیں اور بھی ہوں گی جو اَب نایاب ہوچکی ہیں، اس کے باوجود شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم نے احتسابِ قادیانیت کی 60 جلدوں اور تقریباً 36000 صفحات پر مشتمل جدید وقدیم کتابوں کا جولاجواب خزانہ جمع کیا ہے، وہ یقیناً ایک لازوال کارنامہ ہے اور اسے اسلامی دنیا کی یونیورسٹیوں اور جامعات ومدارس کے لیے انسائیکلوپیڈیا کا درجہ حاصل ہے۔

ایک بار نہیں، ہزار بار دجال کہیں گے

علماء کرام نے اپنے اپنے حصے کام کر کے عوام میں قادیانیت کے شرمناک وجود کو خوب ننگا کر کے چھوڑا۔ پھر بھی بعض بدنصیب مسلمان قادیانی سحر کا شکار ہوتے رہے۔ قادیانیوں نے مسلمانوں کو شکار کرنے کے لیے اپنی دوشیزاؤں کو نکاح میں دے کر حسبِ مطلب نتائج پیدا کر لیے۔ ان حالات میں بھی علماء کرام اپنی تگ ودو، محنت اور کسی حالت میں بھی تحریک کو نہیں چھوڑا۔ قادیانیت کا محاسبہ کم وبیش جاری رہا۔ علماء نے منبر ومحراب پر اپنے وعظ اور مختلف دینی جماعتوں کے رسائل میں اپنے احتسابی قلم کو رواں دواں رکھا۔ مرزا قادیانی کی ساری محنت کاغذی پتنگ بازی تک ہی محدود تھی۔ مرزا قادیانی نے علماء کرام کو للکارنے اور پھر قادیان کے بیت الفکر کے گوشۂ عافیت میں پناہ گزیں ہو جانے کا فن بطور خاص آج کے قادیانیوں کے لیے ایجاد کیا۔

مرزا قادیانی کی اس حکمت عملی سے مباحثہ کی اول تو نوبت ہی نہ آتی، اگر مرزا قادیانی کو بدقسمتی سے اس کا موقع آ ہی جاتا تو شکست وناکامی ہی فتح مبین کا بروز اختیار کر لیتی تھی۔ مرزا قادیانی کی مناظروں اور مباحثوں میں شکست اور راہِ فرار، اور توبہ کی تفصیلات ''رئیس قادیاں'' اور بیس بڑے مسلمان، نیز قادیانیوں کے لٹریچر میں بھی موجود ہے۔

علماء دیوبند نے قادیانیت کو سینکڑوں تحریری وتقریری مباحثوں میں ناکوں چنے چبوائے۔ الحمدللہ ہر موقع پر قادیانیوں کو میدان سے بھاگنا پڑا، اور اب تک بھاگ رہے ہیں، اور کسی حالت میں بات کرنے کو تیار ہی نہیں ہیں۔ اسی سلسلے میں علمائے دیوبند کی جانب سے متواتر ایک سال تک اشتہارات بھی نکلتے رہے۔ مگر قادیانیوں نے جواب دہی سے توبہ کر لی، جس کے اثرات قادیانیوں میں آج تک موجود ہے۔ اب تو

حال یہ ہے کہ مناظرے تو دور کی بات' مکالمہ ومباحثات میں بھی ان کے پاؤں بالکل شل ہو چکے ہیں۔ اکابرینِ دیوبند نے صرف مباحثوں کے میدان میں ہی نہیں، بلکہ ہر میدان میں قادیانیت کے حصار کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔

جب بھی اکابرینِ ختم نبوت نے مرزا قادیانی اور اس کی ذرّیت کے قدم کو جمنے نہ دیئے، تو یہ مقدمہ بازی کا شوق بھی پورا کرتے رہے ہیں۔ راقم کے خلاف بھی لندن کی عدالت 2010ء میں مقدمہ بازی کا خوب شوق پورا کیا، لیکن بیچارے ہمیشہ کی طرح نامراد ہوئے۔ مرزا قادیانی کے زمانے میں جو مقدمہ بازی ہوئی اس کا تذکرہ قادیانی لٹریچر میں خوب موجود ہے۔ کچھ مقدموں کی تفصیلات ''رئیس قادیاں'' اور ''مرزائیت عدالت کے کٹہرے میں'' بھی موجود ہے۔

24 جولائی 1926ء ''مقدمہ بہاولپور'' کے نام سے مشہور ہے۔ احمد پور شرقیہ کی عدالت میں ایک مسلمان لڑکی مسماۃ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش نے اپنے شوہر مسمّٰی عبدالرزاق ولد جان محمد اسلام جو کہ قادیانی بن گیا تھا، اس کے خلاف دعویٰ دائر کیا۔ اگر چہ یہ مقدمہ سات سال تک چلا، قادیانی بڑے فخر سے کہتا تھا کہ قادیان کا خزانہ اور پوری جماعت اس کی پشت پر ہے۔ قادیانیوں کے پاس بھونڈے دعووں کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ حضرات اکابرینِ دیوبند نے اس مقدمہ میں تاریخی کارنامہ سرانجام دے کر قادیانیت کی بنیادوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا۔

7 فروری 1935ء کو عالی جناب محمد اکبر ڈسٹرکٹ جج بہاولپور نے اس مقدمہ کا تاریخی فیصلہ مدعیہ کے حق میں صادر کرتے ہوئے کہا کہ مرزا قادیانی کاذب مدعی نبوت ہے۔ اس تاریخی مقدمہ میں مدعیہ کی طرف سے شہادت کے لیے حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید مرتضیٰ چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا نجم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، اور حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیش ہوئے۔ خاص طور پر حضرت انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری نے مسلمانانِ ہند کی توجہ کے لیے جذبِ مقناطیسی کا کام کیا، اور وہ رہتی دنیا تک اس مقدمہ کو شہرت دے گئے۔

اور سب سے پہلا مقدمہ جو سیاسی پس منظر کے تحت مرزائیت کی حمایت اور تحریک ختم نبوت رہنماؤں کے خلاف ہوا، وہ 4 مارچ 1933ء کو ہوا۔ نقص امن کی آڑ لے کر مولانا ظفر علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حبیب الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحنان رحمۃ اللہ علیہ، مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ ودیگر

رفقائے ختم نبوت کو گرفتار کیا گیا۔ ٹھاکر کیسر سنگھ مجسٹریٹ نے حفظ امن کے لیے ضمانت طلب کی۔ تحریک ختم نبوت کے کارکنان نے ضمانتیں داخل کرادیں، لیکن مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ، مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، اور دیگر علماء نے صاف انکار کر دیا۔ عدالت نے وہ نوٹس پڑھ کر سنایا، جو اس مقدمہ کی بنیاد تھا کہ:

''تمہارے اور قادیانی جماعت کے درمیان اختلاف ہے۔ تم نے ان کے عقائد اور مذہبی پیشوا پر حملے کیے ہیں، جس سے نقص امن کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ وجہ بیان کرو کہ تم سے کیوں نہ نیک چلنی کی ضمانت طلب کی جائے؟۔''

مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ عدالت کے نوٹس کے جواب میں قادیانیت کے قلعہ پر وہ ضربیں لگائیں کہ راقم جیسے کمزور سپاہی کو بھی حوصلہ دے دیا۔ مولا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مسلمانوں کے ہاتھوں قادیانیوں کو کسی بھی طرح گزند نہیں پہنچے گا، لیکن جہاں تک مرزا قادیانی کا تعلق ہے، ہم اس کو ایک بار نہیں، ہزار بار دجال کہیں گے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی میں اپنی نبوت کا ناپاک پیوند جوڑ کر ناموسِ رسالت پر کھلم کھلا حملہ کیا ہے۔ اپنے اس عقیدہ سے میں ایک منٹ کے کروڑویں حصے کے لیے بھی دست کش ہونے کو تیار نہیں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ مرزا قادیانی دجال تھا، دجال تھا، دجال تھا، میں کسی بھی قانون کا پابند نہیں ہوں، میں قانون محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پابند ہوں۔ اکابرینِ دیوبند نے بے باک ہو کر قادیانیت کا ہر موقع پر ناطقہ بند کر دیا کہ قادیانیوں کا سانس لینا مشکل ہو گیا تھا۔

احرار کے چنگل سے نجات دلا دیں

سر ظفر اللہ خان کی وائسرائے اور گورنر سے فریاد

اکابرینِ ختم نبوت نے قادیان میں 1934ء میں احرار اسلام کا دفتر قائم کیا۔ مظلومانِ قادیان کی دادرسی کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی۔ قادیان میں مرزائی گروہ کے علاوہ نہ کسی کی جان محفوظ تھی، نہ کسی کی آبرو کا لحاظ تھا، دن دہاڑے مسلمان شہید کیے جاتے۔ اسی سنگینی اور قادیانیت کے غرور کو توڑنے کے لیے احرارِ اسلام نے 21، 22، 23 اکتوبر 1934ء کی تاریخوں میں قادیان میں پہلی تبلیغ کانفرنس منعقد کرانے کا فیصلہ کرلیا۔ اس فیصلے کا اعلان ہونا ہی تھا کہ قادیان میں صف ماتم بچھ گئی اور کپکپی طاری ہوگئی۔ اس کانفرنس کی کامیابی کے لیے صوبہ بھر کے مسلمان دھڑا دھڑ تیاری کررہے تھے۔ قادیانیوں نے اپنے آقاؤں کے درِ دولت پر دستک دینی شروع کردی کہ احرار ہمارے مقدس شہر پر چڑھائی کررہے ہیں۔ آج بھی قادیانیوں کا یہی حال ہے۔ جوں ہی ختم نبوت کانفرنس کا اعلان ہوتا ہے قادیانی گروہ میں کھلبلی مچ جاتی ہے۔ اس کو بند کرانے کے لیے شکایتیں شروع کردیتے ہیں، یہ ان کی پرانی عادت ہے۔ وائسرائے نے صوبائی گورنر کو لکھا، گورنر نے بعض اعلیٰ افسران کی معرفت احرار سے کہا کہ وہ کانفرنس نہ کریں۔ وہاں قادیانیوں کی اکثریت ہے اور اقلیت کو حق نہیں کہ وہ ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچائے۔ احرار نے جواب دیا کہ قادیانیوں کی اکثریت کہاں ہے؟ اور کہا کہ ان کی تبلیغ اگر دوسرے مقامات پر بند کردی جائے تو حکومت کی خواہش پر غور کیا جاسکتا ہے۔

مرزا بشیر الدین محمود کی خوشنودی کے لیے حکومت نے قادیان کے میونسپل حدود میں دفعہ 144 نافذ کردی۔ احرار نے حدود سے باہر کانفرنس کا ایک عظیم الشان پنڈال بنادیا۔ پشاور سے دہلی تک ہزاروں

لوگوں نے شرکت کی۔ جب سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ قادیانی ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو ہزاروں کارکنانِ ختم نبوت نے والہانہ استقبال کیا۔اس تاریخی جلسہ میں تقریباً دو لاکھ افراد نے شرکت کی۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے رات دس بجے تقریر کا آغاز کیا اور صبح کی اذان تک سحر انگیز تقریر جاری رکھی۔ مرزا بشیر الدین کی حواس باختگی کا یہ عالم تھا کہ کانفرنس کے بعد جب ظفر اللہ خان قادیانی وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر ہوا تو اس کو آمادہ کیا کہ وہ اپنی والدہ کو لے کر وائسرائے سے ملے اور احرار کے چنگل سے نجات دلائے۔ سر ظفر اللہ خان نے جب وائسرائے اور گورنر سے فریاد کی تو شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف دفعہ 153 ایف کے تحت وارنٹ جاری کر دیئے گئے، اور انہیں دسمبر 1934ء میں میسوری سے گرفتار کر لیا گیا۔ دیوان سکھانند مجسٹریٹ نے 20 اپریل 1935ء کو ایک تاریخی فیصلہ لکھا۔تاریخ میں جب بھی تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں و کارکنان کی گرفتاریاں عمل میں آئیں، مسلمانوں میں قادیانیوں کے مقابلہ میں احتساب کی لہر دوڑی ہے۔اس تاریخی فیصلے سے قادیانیت اور مزید بے نقاب ہو کر رہ گئی۔مسٹر کھوسلہ نے شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے جرم کو محض اصطلاحی قرار دے کر تا اجلاس عدالت قید محض کی سزا دی۔اس فیصلے نے عوام کے احتساب کو اثبات دے کر خواص کو بے دار کر دیا۔

مسٹر کھوسلہ کا تاریخی فیصلہ عوام میں لوک گیت کی طرح پھیل گیا۔مرزائی اس کے مندرجات کی صداقت سے کپکپا اٹھے۔اب وہ جستجو میں تھے کہ احرار کی پکڑ سے کیوں کر نکل سکیں، لیکن انہیں کوئی راستہ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔اس فیصلے سے قادیانیوں کو لینے کے دینے پڑ گئے۔یہ تاریخی فیصلہ جو کہ قادیانیت کے لیے اب تک گلے کی ہڈی بنا ہوا ہے۔ختم نبوت اکیڈمی شعبہ نشر و اشاعت کی طرف سے انگریزی اور اردو میں طبع ہو چکا ہے۔قارئین اس کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

پاسپورٹ میں مذہبی خانہ کیوں ضروری ہے؟

1974ء میں حضرت علامہ مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ شاہ فیصل کے پاس تشریف لے گئے اور جا کر کہا:

''مرزائی خانہ کعبہ میں زیارت کے بہانے تبلیغ کے لیے آتے ہیں، اگر ان کو نہ روکا گیا تو ان کا فساد و تبلیغی سرگرمیوں کا دائرہ اور بڑھ جائے گا۔''

شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ:

''مولانا! کسی کی پیشانی پر تو نہیں لکھا ہوتا کہ یہ قادیانی ہے! آپ اپنی حکومت کو کہیں کہ پاسپورٹ میں مذہبی خانہ بنا دو، اس میں لکھ دیا جائے کہ یہ مرزائی وقادیانی ہے تو پھر ہم کسی کو روک سکتے ہیں۔''

حضرت علامہ مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ فیصل سے فرمایا:

''میں آپ کی خدمت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا مسئلہ لے کر آیا ہوں، اگر گورنمنٹ پاکستان میرا مطالبہ مان لیتی تو آپ کے دروازہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی خاطر خیرات مانگنے کے لیے کبھی بھی نہ آتا! اور آپ مجھے ان کا راستہ بتاتے ہیں؟۔''

یہ کہہ کر حضرت علامہ مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ آبدیدہ ہو گئے، شاہ فیصل بھی رو پڑے، اور کہا:

''مجھے آپ کی مجبوری کا علم نہیں تھا، آج کے بعد جس آدمی کے متعلق آپ لکھ فرمائیں گے کہ یہ مرزائی ہے تو چاہے وہ پاکستان کی حکومت کا سربراہ ہی کیوں نہ ہو، وہ حرمین

شریفین نہ آسکے گا۔''

کیا آج اس امر کی ضرورت نہیں؟ جبکہ قادیانیوں کی عالم اسلام کے خلاف فتنہ پردازیوں میں روز افزاں اضافہ ہورہا ہے۔قادیانی ومرزائی پوری دنیا سے حج وعمرہ پر بڑی ہی آسانی سے پہنچ جاتے ہیں اور وہاں جا کر کیا کچھ کرتے ہیں اس سے ہم سب خوب واقف ہیں۔کیا ان حالات میں ضروری نہیں ان کی سرگرمیوں سے حرمین شریفین کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔

اسلام، پاکستان اور اقلیتیں

دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی انسانی حقوق کی حق تلفی ہو رہی ہو تو پھر اس کے خلاف قانون حرکت میں آ جاتا ہے، اور قانون نافذ کرنے والے ادارے بڑی سرعت کے ساتھ متحرک ہو کر انسانی حقوق کے تحفظ یقینی بناتے ہیں۔ پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی جہاں ایک جانب معمول بنتا جا رہا ہے، وہیں دوسری جانب انسانی حقوق کے نام پر مخصوص لابیاں پاکستان کے اسلامی تشخص اور نظریاتی شناخت کو پامال کرنے میں بھی کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھتیں۔ تاہم گزشتہ کئی روز سے ملکی اور بین الاقوامی میڈیا کی شہ سرخیوں میں جگہ پانے والا رمشا کیس، قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارکردگی پر ایک سوالیہ نشان بھی ہے۔

مملکتِ خداداد پاکستان کا متفقہ آئین پاکستان کے تمام شہریوں کو بلا امتیازِ رنگ، نسل، زبان، علاقہ، مذہب، قومیت، فرقہ، عقیدہ اور نظریات کے یکساں حقوق کی ضمانت فراہم کرتا ہے، چنانچہ 1973ء کے آئین کی دفعہ 4 کے مطابق تمام شہریوں کو یکساں قانونی تحفظ کی ضمانت تو دی ہی گئی ہے، نیز قانونی جواز کے بغیر حکومت کوئی ایسا اقدام کرنے کی مجاز بھی نہ ہو گی جو شخصی آزادی، تحفظ اور عزت و شہرت کے لیے ضرر رساں ہو اور اسی طرح کسی شخص کو کسی بھی ایسے اقدام سے جو قانون کی رو سے غلط یا غیر قانونی نہ ہو، اس سے بھی اسے نہیں روکا جا سکتا، گویا بہ الفاظِ دیگر قانون کی حاکمیت کو یقینی بنائے جانے پر زور دیا گیا۔ اس آئین کے ابتدائیہ میں ہی مذہبی اقلیتوں کے حقوق و مفادات کے تحفظ کا بھی ذکر کیا گیا۔

کسی بھی ریاست میں قانون کی ضرورت اس لیے پیش آتی ہے کہ اس کی بنیاد پر افراد کو یکساں حقوق و انصاف ملتا ہے، وہیں اس کی بنیاد پر ریاستی امور اور معاملات میں ایک نظم قائم کر کے اس کا اطلاق

ریاست کے تمام باسیوں کے لیے ترقی، خوشحالی اور فلاح کا سبب بنتا ہے۔ نسل و زبان، رنگ اور مذہب اور نظریات کے تمام تر اختلافات کے باوجود ریاست کے تمام افراد امن و سلامتی اور یگانگت کے ساتھ قانون پر عمل پیرا ہونا اپنے لیے مفید خیال کرتے ہیں، جبکہ اس کے بالکل برعکس قانون کی عدمِ موجودگی یا قانون پر عمل پیرا نہ ہونے کی صورت میں لاقانونیت، بربریت (سربریت)، استحصال، ناانصافی اور ظلم کا وہ ماحول جنم لے لیتا ہے کہ جو ریاست کو انارکی، انتشار اور بربادی سے دوچار کر دیتا ہے اور پھر معاشرہ ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' کی عملی تصویر دکھائی دینے لگتا ہے۔

رمشا مسیح کو 16 اگست کو میر جعفر سے پولیس نے اس وقت اپنی تحویل میں لے لیا تھا جب اہل علاقہ نے مقدس اوراق کی بے حرمتی کے الزام پر اس کے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ بعد ازاں رمشا مسیح کی ضمانت بھی ہو گئی اور وہ رہا ہو گئی۔

اس پورے واقعہ کی روئیداد نہ صرف قومی بلکہ عالمی میڈیا اور خصوصاً سوشل میڈیا پر کئی روز سے جاری ہے اور آئے روز نئے انکشافات اور نئی معلومات کی بنیاد پر یہ معاملہ پاکستان ہی نہیں اسلام اور ملک کی مذہبی قیادت اور سوچ رکھنے والوں کے لیے ندامت کا سبب بنتا جا رہا ہے، قطع نظر اس کے رمشا نے مقدس اوراق کی بے حرمتی کی یا نہیں؟! سب سے اہم بات یہ ہے کہ گرفتاری کے بعد رمشا کے حوالے سے متعلقہ پولیس حکام نے جو اقدامات کیے کیا وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قانون اور آئین کے مطابق تھے؟ اسے جوڈیشل ریمانڈ پر جیل میں منتقل کر دیا گیا اور اس کے بعد اس معاملے کو جس بھونڈے انداز میں سامنے لایا گیا، اس نے اس تأثر کو مزید فروغ دیا کہ پاکستان وہ ملک ہے کہ جہاں اقلیتوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے اور آج جب بہت سے حقائق سامنے آ چکے ہیں تو ایسے میں باوجود اس کے کہ رمشا کی ضمانت پر رہائی عمل میں آ چکی ہے، کیا اس کے گھر والوں کے لیے اب یہ معاملہ ہر لحہ سر پر موت کی تلوار کی مانند نہیں لٹکتا رہے گا؟

ایک رمشا ہی کیا، اطراف میں نظر دوڑایئے! ہم میں سے کتنے ایسے مسلمان ہیں جو آئے روز صرف اوراق مقدسات کی ہی نہیں، بلکہ ان پر محفوظ احکاماتِ مقدسات کی سرا سر کھلم کھلا توہین کر رہے ہیں، کیا اب یہ بات بڑی حد تک واضح نہیں ہو چکی کہ رمشا سے جو عمل سرزد ہوا در حقیقت اس کو ایک خاص انداز میں سوچے سمجھے منصوبے کے ساتھ اس طرح عام کیا گیا کہ جس سے جو انگلیاں رمشا مسیح پر اُٹھنا تھیں، ان کا رخ

اب کسی ذہنی معذور اور اسلام دشمن فرقہ یا اقلیت پر نہیں، بلکہ ایک شخص پر ہے کہ جو خود کو نہ صرف مسلمان گردانتا ہے، بلکہ اپنے تئیں اسے یہ بھی یقین ہوگا کہ وہ دیگر پاکستانی مسلمانوں سے زیادہ بہتر اور باعمل مسلمان ہے، جبکہ درحقیقت اس نے اپنے اس اقدام کے ذریعے اپنے دین اور اپنے ایمان کو پیروں تلے روندنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔

رمشا کم عمر قرار دی جا رہی ہے اور ذہنی معذور بھی۔ اور مصدقہ اطلاعات کے مطابق اس کے اہلِ خانہ کو اب اس ساری صورت حال کے سامنے آنے کے بعد اندھی حمایت بھی حاصل ہو چکی ہے۔ خود حکومتِ پاکستان اور پاکستان کی ذمہ دار مذہبی قیادت اس معاملے میں مضطرب ہے، جبکہ رمشا کو حاصل ہونے والی مغربی اور بعض افراد کی حمایت کے بعد قوی امکان ہے کہ نہ صرف اسے بلکہ اس کے اہلِ خانہ کو جلد ہی کسی بھی مغربی ملک میں پناہ بھی مل جائے گی۔ لیکن مستقبل کے پاکستان میں نہ جانے مزید کتنی ہی رمشائیں اس جیسے افسوسناک اور قابلِ مذمت فعل کا شکار ہو کر پاکستان کے اسلامی اور اسلام کے آفاقی تصورِ انسانیت کو داغدار کرنے کا سبب بنتی رہیں گی۔

انسانی حقوق کی تنظیموں کی جانب سے جمع کیے جانے والے اعداد و شمار کے مطابق سال 1927ء سے 1985ء تک کے 58 سال کے عرصہ میں بلاسیفی قانون کے تحت درج ہونے والے مقدمات کی مجموعی تعداد دس (10) تھی اور سال 1985ء سے جنوری 2011ء تک کے عرصے میں عدالتوں میں اب تک تقریباً 4 ہزار مقدمات درج ہو چکے ہیں۔ ان اعداد و شمار کو ساری دنیا اور خصوصاً اسلام اور پاکستان کے اسلامی تشخص کی مخالف سیکولر قوتیں اور لابیاں صرف حیرت سے ہی نہیں دیکھ رہیں، بلکہ ان کی بنیاد پر پاکستان کے خلاف بھرپور پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اور رمشا مسیح جیسے کیسز اِن سیکولر اور پاکستان مخالف قوتوں کے لیے سنہرے مواقع ہوتے ہیں کہ جن کو جواز بنا کر پاکستان کو ساری دنیا میں بدنام کیا جاتا ہے اور بدقسمتی سے اس میں ان لوگوں کا بڑا حصہ ہے جو علم کی کمی اور خود کو سب سے برتر مسلمان سمجھنے کے زعم میں مبتلا ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو علماءِ حق کے ساتھ نہیں ہوتے، نہ ان کی محافل میں جاتے ہیں، نہ ان سے قربت رکھتے ہیں، یہ لوگ اپنے تئیں کسی بھی اقدام کو اسلامی فعل سمجھتے ہیں اور اس کے نقصانات پوری امتِ مسلمہ بھگتتی ہے۔

اگر اس سلسلے کو روکنا ہے تو قانون پر عمل درآمد کرانے کی ضرورت ہے، نا کہ قانون کو ختم کرنے کی

سازشوں کا سہرا بن کر ملک کی سالمیت، وقار اور اپنے دین کامل، مذہب اسلام کی اصل تعلیمات کو روندنے کی۔

اسلامی معاشرہ ایک متوازن معاشرہ ہے، اسلام نہ صرف ریاست کے مسلمان شہریوں کے لیے حقوق کا تعین کرتا ہے، بلکہ غیر مسلم شہریوں کے لیے بھی یکساں حقوق رکھتا ہے۔ کسی فردِ واحد کی وجہ سے ہمارے دین اسلام اور پاکستان کے آئین میں اہانت کے قانون میں ترمیم پر سوال اُٹھانا قطعاً درست اقدام نہ ہوگا۔

اگر ہر شخص قانون بنائے اور اسے چلانے کی کوشش کرے تو افراط و تفریط پھیل جائے گی، ایسے حالات کے لیے جنگل کا قانون کی اصطلاح ہے۔ ایسے حالات پیدا کرنے والے کو حکومت گرفتار کرتی ہے اور قانون کے مطابق سزا دیتی ہے، نا کہ سزا دینے کے بجائے قانون ہی ختم کر دیا جائے۔ یہ کیسی مضحکہ خیز بات ہے کہ تمام عالمی برادری سزا نہیں، قانون کے ختم کرنے پر زور دے رہی ہے۔

عدلیہ کے ذریعے قانون پر عمل درآمد کیا جانا ضروری ہے۔ اب گناہ گار چاہے مسلمان ہو یا کسی دوسرے مذہب کا پیروکار، قانون سب کے لیے برابر ہے، جسے ریاست تسلیم کر کے نافذ کرنے کی پابند ہے۔

ہمارے ملک میں اکثریت کا تعلق اسلام سے ہے۔ درحقیقت قرآن وسنت کی روشنی میں وضع کیے گئے قوانین سب انسانوں کے حقوق کا بھرپور تحفظ کرتے ہیں۔ مغرب میں ان قوانین کو انسانی حقوق کے خلاف بتایا جاتا ہے اور اسلام کو جابرانہ نظامِ زندگی بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

ایک اسلامی حکومت غیر مسلم رعایا کے حقوق کے تحفظ کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ غیر مسلم رعایا کی جان و مال، اس کی عزت و آبرو کی حفاظت اسی طرح سے ہوتی ہے جس طرح اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو کاروبار، تجارت اور ہر قسم کا پیشہ اختیار کرنے کا حق ہے، اسی طرح غیر مسلم رعایا سے کیے گئے معاہدوں کی پاسداری اور اس کے ساتھ ساتھ ان کو اپنے مذہب اور عقیدے پر عمل کی آزادی بھی ہے۔

سبحان اللہ! یہ ہے میرا دین کامل، مدّعا فقط سمجھنے اور سمجھانے کا ہے۔ ایک فرد کی ذاتی عناد سے تعلیماتِ اسلامیہ کے منافی کیے جانے والے شخصی فعل کے سبب ساری اسلامی تعلیمات اور پاکستانی قوانین کو نشانہ بنانا درست نہیں۔ اپنے ذہنوں کو غلامی کے طوق سے آزاد کرنے کی ضرورت ہے۔

حکومتی ادارے جہاں اس کیس کی تفتیش کر رہے ہیں وہاں انہیں یہ بھی تفتیش کرنا چاہیے کہ سازش کے پسِ پردہ کون سی لابی ہے؟! ماضی میں قادیانی، اسلام، پاکستان دشمن عناصر مختلف لبادے اوڑھ کر اسلام اور پاکستان کو بدنام کرتے رہے ہیں، تو ضروری ہے کہ پس پردہ سازش بے نقاب ہو۔ اس واقعے کی بابت مذہب پر کوئی سوال اُٹھانا درست نہیں۔

قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''اِن بے لگام لوگوں کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور کوئی اصلاح نہیں کرتے۔'' (الشعراء151-152)

ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہے:

''اور ان میں سے کسی بدعمل اور منکر کی بات نہ مانو۔'' (الدھر:24)

جہاں معاشرے میں قانون اور اس پر عمل ضروری ہے، وہیں اس کا تقدس سب سے زیادہ اہم ہے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے:

مجھے ہے حکمِ اذاں لا اِلٰہ اِلا للہ

گڈ اور بیڈ کا پروپیگنڈہ

اور اب بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی، قادیانی برطانیہ سمیت دنیا بھر میں اپنے باطل مذہب کو عالمِ اسلام میں بسنے والے دیگر مسلمانوں سے ممتاز کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کے لیے پورا زور لگایا جا رہا ہے۔ قادیانی مغرب کی خوشنودی میں اس قدر آگے نکل گئے کہ انہوں نے اس ضمن میں یورپ، امریکہ اور برطانیہ سمیت تمام مغربی ممالک میں پاکستان، دینی جماعتوں اور تنظیموں کے خلاف شکایات کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے۔

اپنے مذہب کو قادیانی ایک پروپیگنڈے کے ذریعے ''گڈ'' یعنی اچھے اسلام سے تعبیر کر رہے ہیں اور دنیا کے دیگر مسلمانوں کو ''بیڈ'' یعنی برے اسلام کا ماننے والا باور کرایا جا رہا ہے، اس سے قبل قادیانیوں کا موقف ہوتا تھا، کہ ہمارے مذہب اور دیگر مسلمانوں کے مذہب میں کوئی فرق نہیں ہے، دلیل کے طور پر یہ حضرات سادہ لوح مسلمانوں کو یہ کہتے تھے کہ ہمارا خدا ایک ہے، قرآن اور نبی کریم ﷺ کی بعثت میں کوئی اختلاف نہیں، نماز کا طریقہ عام مسلمانوں جیسا ہے۔

بہر حال اس منفرد نوع کی مہم کے مندرجات پر ہم آگے گفتگو کریں گے، تاہم اس بات کا اعادہ ضروری ہے کہ قادیانیت کی یہ مہم مسلمانانِ عالم کے اس اصولی موقف کے عین مطابق ہے، جس کے تحت قادیانیت کے اسلام کا دنیا بھر کے مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، یہ ان کی اپنی اختراع اور ایجاد ہے اور جب اس خود ساختہ اسلام کو سامنے رکھ کر ان حضرات کو غیر مسلم گردانا جاتا ہے تو صاحبان کو اعتراض ہوتا ہے۔

بہر حال اب معترضین کو جواب دینے کے لیے قادیانیت کی اس نئی مہم کا وہ لٹریچر کافی ہے، جس میں

یہ حضرات قادیانیت کو خود ساختہ ''گڈ'' سے تعبیر کر کے اصل اسلام سے الگ ہونے کے دلائل دے رہے ہیں۔

دنیائے قادیانیت پر گزشتہ سال ایک قیامت یہ ٹوٹ پڑی کہ ان کا جرمن مافیا دنیا کے سامنے بے نقاب ہو گیا۔ شاید بہت سے احباب لاعلم ہوں کہ جرمنی میں قادیانی اپنے لوگوں کو سیاسی پناہ کے نام پر بساتے، سادہ لوح نوجوانوں کو اپنے مذہب کا جھانسا دے کر جرمنی کے سہانے سپنے دکھاتے، ان کے اس مکروہ کاروبار کے جرمن حکام نے تانے بانے بکھیر دیئے اور ان کے نیٹ ورک میں شامل مختلف جرمن شہری سمیت اہم قادیانی گرگے پکڑے گئے، اس نیٹ ورک کا بھانڈا پھوٹنے سے قادیانی بہت پریشان تھے، ان کی سالہا سال سے بنائی ساکھ کو شدید خطرات لاحق ہو گئے تھے، تاہم ان کا گڈ اسلام اور بیڈ اسلام کا پروپیگنڈہ رنگ لایا اور جرمنی میں ان کو باقاعدہ ایک مذہبی ادارے کے طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔

قادیانیوں کے نزدیک اس نئے پروپیگنڈے کے تحت دنیا کے سارے مسلمان دہشت گرد ہیں، یہ بیڈ اسلام کے ماننے والے لوگ عورتوں پر ظلم کرتے ہیں، اسکولوں کو دھماکوں سے اُڑاتے ہیں، قادیانی مغرب کو یہ باور کرانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ ان کا عقیدہ ہی درحقیقت صحیح اسلامی عقیدہ ہے۔ یہ اسلام کے داعی باقی سب جھوٹے، مکار اور فریبی ہیں۔ اس پروپیگنڈے کو پھیلانے کے لیے بہت بڑی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا جا رہا ہے۔

میڈیا کے ذریعے برطانیہ سمیت یورپ کے مختلف اخبارات اور جرائد میں خبریں شائع کروائی جارہی ہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے رمشا، اور آسیہ کیس کو خاص طور پر اپنے پروَپیگنڈے کو مؤثر بنانے کے لیے استعمال کیا ہے۔ دنیا بھر میں اسلام کے نام لیواؤں کو عدمِ برداشت اور غیر متوازن رویوں کا حامل ایک غیر اخلاقی قوم گردانا جا رہا ہے۔ اپنے پروپیگنڈے کی مسلسل تشہیر اور اس کی ترویج میں ہر جائز و ناجائز کا سہارا لیتے ہوئے قادیانی ہر سطح سے گر چکے ہیں۔

آسیہ مسیح کیس کے دوران ان حضرات نے راقم کے حوالے سے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ میں آسیہ کو پھنسانے کے لیے پاکستان میں ننکانہ صاحب میں فنڈ ریزنگ کر رہا ہوں، حالانکہ گزشتہ کئی سالوں سے راقم برطانیہ میں مقیم ہے اور باوجود خواہش کے پاکستان کا دورہ نہیں ہو پا رہا۔ تاہم قادیانیت کے

پروپیگنڈہ منسٹروں نے نہ صرف راقم کو پاکستان پہنچادیا، بلکہ ایسے الزامات لگا دیئے جن کا مجھ سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور میں اخبارات پڑھ کر خود حیران رہ گیا کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے؟!

قادیانیت کے اس نئے پروپیگنڈے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ قادیانی باہر کی دنیا میں خود کو اسلام کا لیڈر تسلیم کروانا چاہتے ہیں، ان کی کوشش ہے کہ اسلام کے متعلق مغرب سے تمام معاملات یہ خود طے کریں۔ یہ بہت گہری سازش ہے اور اس سازش میں بعض مستشرقین بھی اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ پاکستان و دیگر اسلامی ممالک میں تو قادیانیوں کی سازشیں کھل کر سامنے نہیں آتیں، تاہم مغربی ممالک میں یہ کھلے عام اسلام اور پاکستان کے خلاف تانے بانے بنتے رہتے ہیں۔ اس ماحول میں اگر قادیانی مسلمانوں سے کوئی بات کریں تو ان کے نظریات کا علم نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان خاموشی سے ان کا چہرہ تکتے رہتے ہیں۔

مرزائیت کا مسئلہ بے حد جذباتی مسئلہ ہے۔۔ مرزائی پاکستان سے ناکام ہو کر اپنے نام نہاد خلیفہ سمیت یورپ میں آ گئے ہیں اور ہمارے سادہ نوجوانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ ہماری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے والے ان بچوں کو مرزائی کافر بنا لیں۔ ان کا تحفظ ہماری اخلاقی اور مذہبی ذمہ داری ہے۔ قادیانی غیر مسلم ہیں، لیکن یورپ اور دنیا کے دوسرے ممالک میں اسلام کا نام لے کر اپنے کافرانہ نظریات کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

یورپ اور خصوصاً جرمنی میں ان کے گڈ اسلام اور بیڈ اسلام کے مکروہ پروپیگنڈے نے بلاشبہ ان کے مقصد کو پورا کیا ہے، تاہم یہ ایک خطرے کا الارم بھی ہے۔ اگر جرمنی کی طرح یورپ کے دیگر ممالک میں قادیانی اس پروپیگنڈے کا سہارا لے کر کامیاب ہو جاتے ہیں تو کل کو یہ لوگ ان ممالک میں بیٹھ کر عالم اسلام کے خلاف سازشیں کریں گے، اس مکروہ پروپیگنڈے کے توڑ کے لیے علما اور اہلِ حق کا میدان میں آنا ناگزیر ہو جائے گا۔

قادیانی گروہ کی کتابوں پر پابندی کیوں؟!

آپ کا سوال اپنی جگہ بہت ہی درست نظر آتا ہے۔اس سوال کے جواب میں ہم دو شقیں بنا لیتے ہیں:

1:-مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو قادیانی کتب سے کیوں دور رکھا جاتا ہے؟

جواب آسان ہے:

قادیانیت ایک کلٹ ہے، وہ اپنے لوگوں کو مرزا کی حقیقت اور اس کی اصل فطرت واضح کرنا نہیں چاہتے ہیں، اس لیے ان کو کتابوں سے بہت ہی دور رکھا جاتا ہے۔دوسری قسم کی ان کو فضول بحثیں سکھا دی جاتی ہیں۔

2:-دوسرا سبب یہ کہ قادیانیت کا ''پاور بیس'' اب مغرب میں ہے، اور وہ اپنی نئی نسل کو مرزا کی مضحکہ خیز شخصیت اور اصلیت سے لاعلم رکھنا چاہتے ہیں۔

اگر نئی نسل نے یہ کتابیں پڑھ لیں، تو متنفر ہو جائیں گے، وہ جان لیں گے کہ مرزا، ''نبی'' اور ''مسیح موعود'' تو کیا، ایک شریف انسان بھی نہ تھا، اور پھر وہ یقیناً قادیانیت میں نہیں رہیں گے، اور بہت سارے چھوڑ چکے ہیں۔

قادیانی کتب پر پابندی کیوں ہے؟ ایسا نہیں ہے کہ بالکل ہی پابندی ہے، ڈیجیٹل مواد تو ہر جگہ موجود ہے، اور ہر عام وخاص کی بڑی آسانی کے ساتھ رسائی ہے۔

رہا سوال کہ پاکستان میں کیوں پابندی ہے؟

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت آئینی فیصلوں کے مطابق قرار دے دیا گیا تھا، تو ظاہر ہے کہ اب اس سلسلے میں مکمل قانون سازی بھی کی جائے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم کی حیثیت قبول کرنے پر قانوناً پابند کیا جائے گا۔

انہیں اسلام کے نام پر اپنے مذہب کی اشاعت سے روک دیا جائے گا۔

انہیں امیر المؤمنین، ام المؤمنین، خلیفہ، صحابی اور دیگر خالص اسلامی اصطلاحات کے استعمال، اسلام کے اجماعی عقائد کے خلاف اور انبیاء کرامؑ اور صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ امتؒ کی کھلم کھلا توہین پر مشتمل قادیانی لٹریچر کی اشاعت پر پابندی لگا دی جائے۔

اس پابندی کا ایک اور پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ:

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق پارلیمنٹ کے بند کمرے کے اجلاس میں ہونے والی اکثر بحث کا ریکارڈ قادیانی کتب پر مبنی تھا۔ قادیانی 1974ء سے لے کر اب تک یہ کہتے چلے آرہے تھے کہ اگر یہ کارروائی شائع ہو جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے گا۔ سلسلہ یہ تھا کہ تاریخ ساز فیصلے کے بعد معاملے کی حساسیت کے پیشِ نظر بحث کا تمام ریکارڈ اسی وقت سیل کر دیا گیا تھا۔ اور یہ شرط رکھی گئی تھی کہ اسے تیس سال سے کم کے عرصے میں اوپن نہیں کیا جائے گا، لیکن قادیانی گروہ کی طرف سے قومی اسمبلی کی کارروائی کو اوپن کرنے کا پرزور مطالبہ کیا جاتا رہا!!

کیونکہ اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار مرحوم تھے، انہیں معلوم تھا کہ یہ کارروائی اس وقت اگر منظر عام پر لائی گئی تو مسلمان ہرگز برداشت نہیں کر پائیں گے، لوگ اشتعال میں نہ آجائیں، لہٰذا اس کارروائی پر بھی کئی سال تک پابندی لگا رکھی تھی۔

قائداعظم کے جنازے سے سردمہری کا مظاہرہ

اگر قادیانیوں کے خلاف سب امت ایک ہو چکی تھی تو قائداعظم کو کیوں اس بات کا پتہ نہیں چلا؟

یہ سوال بہت ہی اہم اور ضروری ہے جس کا جواب ماضی کے منظر نامے کو سمجھے بغیر حل کرنا ممکن نہیں ۔۔

عام مسلمان اس سلسلے میں اکثر اوقات پوچھتے بھی رہتے ہیں کہ قادیانی واقعی اگر متفق علیہ کافر تھے تو قائداعظمؒ نے ظفراللہ خان قادیانی کو کیوں وزیر خارجہ بنایا؟

یہ سوال واقعی کوئی حیرت افزا نہیں کہ اس کا جواب مشکل ہو۔

ذہن میں رہے کہ ملک آزاد ہونے پر انڈیا اور پاکستان دونوں کی مصلحت اور عہدنامہ سے طے کیا گیا تھا کہ کچھ عرصہ سابقہ انگریزی حکومت کے ایک ایک آدمی کو اپنی اپنی حکومت کو چلانے اور انتظامی امور کی رکھوالی کے لیے رکھا جائے گا۔انڈیا باوجود اس کے کہ کانگریس ہمیشہ انگریزوں کے خلاف رہی تھی لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو پہلا گورنر جنرل بنایا اور پاکستان میں ظفراللہ خان قادیانی کو۔اور یہ محض اس لیے کیا گیا کہ وہ انگریزوں کے منتخب کردہ آدمی تھے،اس لیے نہیں کہ قائداعظمؒ ظفراللہ قادیانی کو مسلمان سمجھتے تھے۔ایسا ہوتا تو ظفراللہ خان بھی قائداعظم کے جنازے سے سردمہری کا مظاہرہ نہ کرتا جو اس نے جنازہ نہ پڑھ کر کیا۔

پاکستان کا سب سے پہلا سیاسی مسئلہ

پاکستان بنے جب چھ سال ہو گئے تو یہاں پہلا سیاسی مسئلہ اُٹھا کہ قادیانیوں کو آئین میں بھی غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ یہ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا اس مسئلہ سے خلوص تھا کہ پاکستان

بنتے ہی مجلسِ احرارِ اسلام نے سیاست سے کنارہ کش ہوکر خالصتاً اسی پر اپنی زندگی مرکوز کردی اور تاریخ گواہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے جو کچھ کہا تھا وہ ہوکر رہا اور قادیانی اس ملک میں قانونی طور پر بھی غیر مسلم ٹھہرے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی یہ آواز صرف پاکستان نہیں دنیا کے دوسرے گوشوں میں بھی سنی گئی۔

سعودی عرب پہلے ہی رابطہ عالم اسلامی کے 1974ء کے تاریخی اجتماع میں 104 مما لک سے بالاتفاق قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد منظور کرا چکا تھا۔ اب افریقی مسلم ملک گیمبیا نے بھی اس کی پہل کردی ہے۔

پاکستان میں جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور مرزا ناصر اسمبلی میں اپنے موقف کو ثابت نہ کرسکا تو اس وقت بھی تحریک کی قیادت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کررہے تھے۔ یہ گویا وہی آواز تھی جو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھی اور جس کی کامیابی کے لیے آپؒ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو امیر شریعت مقرر کیا تھا۔

پاکستان کیخلاف عالمی پروپیگنڈہ مہم ......مجرم کون؟!

یہ طے کرنا ابھی باقی ہے کہ پاکستان کو عالمی سطح پر بدنام کرنے میں بیرونی عناصر زیادہ سرگرم ہیں یا اندرونی قوتیں وطن عزیز کے مثبت تشخص پر زیادہ تندہی سے وار کررہی ہیں۔تاریخ گواہ ہے کہ اسلام اوراس کی سرحدات کو جتنا میر جعفراور میر صادق نے نقصان پہنچایا ہے اتنا کسی الفانسو اور ازابیلا نے نہیں پہنچایا اور یہ بھی سچ ہے کہ بیرونی عناصر اکثر بت کدوں کی پیروی چھوڑ کر کعبے کے پاسبان کا کردار ادا کرتے رہے ہیں، مگر جب اپنی ہی صفوں میں ابولولو پیدا ہو جائیں تو پھر شہادت عمرؓ جیسے سانحے رونما ہوتے ہیں۔

پاکستان کو اس وقت بیرونی سطح پر متعدد خطرات کا سامنا ہے،دہشت گردی،عورتوں پر پابندی اور معاشرے میں انتہا پسندانہ رویوں کو نشانہ بنا کر پاکستان کو عالمی سطح پر ایک پروپیگنڈے کے تحت بدنام کیا جارہا ہے۔دوسری جانب اندرونی عناصر بھی سرگرم ہیں جن کے وار بلاشبہ بیرونی عناصر کی ضربوں سے زیادہ مہلک اور زہریلے ہیں۔

ذرا تصور کیجئے!ایسے ملک کے بارے میں باہر کی دنیا کیا سوچے گی جس کے شہری جھوٹی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر غیر قانونی طریقوں سے ترقی یافتہ ممالک میں سیاسی پناہ کی درخواستیں دیتے پھر رہے ہوں اور پھر ان کی کارستانیاں کوئی اور نہیں، بلکہ اسی ملک میں بے نقاب ہوں جہاں سیاسی پناہ حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ......ذرا سوچیے!اس ملک کا کیا تصور ہوگا جس کے باشندے جھوٹی سیاسی پناہ حاصل کرنے کے لیے اپنے ملک پر تنقید کے آرے چلاتے ہوں۔

جی ہاں!وطن عزیز کو بدنام کرنے کے لیے ایک ایسا ہی گروہ سرگرم ہے جس کو ہم اور آپ قادیانی

جماعت یا قادیانیوں کے نام سے جانتے ہیں اور تشویشناک امر یہ ہے کہ اس گروہ کی جعلسازی کو جرمنی کی وفاقی پولیس نے اس وقت بے نقاب کیا جب چند روز قبل شہر ڈارم شاڈ کے قریب فونک شاڈ میں قادیانی گروہ کے چار گھروں پر چھاپہ مار کر قادیانی جماعت کے صدر ثناء اللہ سمیت تین لوگوں اظہر جوئیا، عمر جوئیا اور ناصر جوئیا کو گرفتار کرلیا گیا۔

ذرائع کے مطابق یہ یورپ کی تاریخ میں غیر قانونی سیاسی پناہ حاصل کرنے میں مدد دینے والا اب تک کا سب سے بڑا گروہ ہے، اس گروہ کے تانے بانے کس خوفناک حد تک پھیلے ہوئے ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ جرمن پولیس نے زیر حراست قادیانیوں سے پوچھ گچھ کے نتیجے میں ایک جرمن وکیل بوش برگ اور اس کی قادیانی سیکریٹری روبینہ کے گھروں پر بھی چھاپے مارے ہیں۔ انکشافات در انکشافات کا سلسلہ جاری ہے، جرمن ریڈیو چیخ رہا ہے، یورپی اخبارات چنگھاڑ رہے ہیں، پولیس کمانڈوز ایک شہر سے دوسرے شہر مسلسل چھاپے مار کر قادیانیوں کو گرفتار کر رہے ہیں۔ ذرائع کے مطابق قادیانیوں کا یہ گروہ ایک طویل عرصے سے سرگرم تھا اور پاکستان سے ان گنت قادیانیوں کو غیر قانونی طریقے سے جرمنی اور یورپ کے دیگر شہروں میں پناہ دلوا چکا تھا۔ جرمن میڈیا کے مطابق قادیانیوں کے خلاف جرمنی کی تاریخ میں سب سے بڑی پولیس کارروائی کی گئی جس میں بھاری پولیس نفری استعمال ہوئی اور پولیس کمانڈوز نے بھی اس کارروائی میں بھرپور حصہ لیا۔

قادیانی جماعت کے بعض لبرل ذرائع نے جرمنی پولیس کی کارروائی پر کچھ حیرت انگیز انکشافات کیے ہیں۔ ان کے مطابق قادیانی جماعت کی مرکزی قیادت اس بات کا حتمی فیصلہ کر چکی ہے کہ پاکستان سے بڑی تعداد میں قادیانیوں کو یورپ کے مختلف ملکوں میں بسایا جائے۔ اس ضمن میں مسلم نوجوانوں کو بھی بیرونِ ملک کے سہانے سپنے اور قادیانی خاتون سے شادی کا لالچ دے کر جرمنی، لندن، کینیڈا، ہالینڈ، بلجیم، اسپین و دیگر یورپی ممالک میں بسایا جا رہا ہے اور اس مہم کو کامیاب بنانے کے لیے پاکستان میں متعدد قادیانی گروہ سرگرم ہیں۔

اس تشویشناک مہم کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ قادیانی گرگے اپنے بندوں کو یورپی ممالک میں لانچ کرنے کے لیے پاکستان مخالف پروپیگنڈے کو تیز کر رہے ہیں۔ غیر ملکی سفارتخانوں میں پاکستان

مخالف رویوں کا اظہار کیا جاتا ہے، سیاسی پناہ حاصل کرنے والے پاکستان کو ایک نا قابل برداشت رویوں والی غیر مہذب ریاست قرار دیتے ہیں،اس ضمن میں قادیانیوں کو باقاعدہ تربیت فراہم کی جاتی ہے۔

لاہور میں قادیانی جماعت کے عبادت خانے پر حملے کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے کہ پاکستان میں ہمارے ساتھ اس طرح کا سلوک ہورہا ہے،اگر بالغ النظری سے قادیانیوں کے اس حیلے کا جائزہ لیا جائے تو اس امر کا بخوبی ادراک ہوتا ہے کہ پاکستان میں تو مسجدوں،مزاروں اور امام بارگاہوں پر بھی تواتر سے بم دھماکے اور خودکش حملے ہورہے ہیں،مگر آج تک کسی شیعہ سنی یا کسی بھی فرقے کے پیروکار نے محض اس بنیاد پر سیاسی پناہ کے لیے درخواست نہیں دی،اگر یہ حادثے سیاسی پناہ کی وجہ بنتے تو اب تک عراق اور فلسطین کی پوری آبادی کو ہجرت کر جانی چاہیے تھی۔

جب اس طرح کے سیاسی پناہ گزین اور وہ بھی غیر قانونی طریقے سے سیاسی پناہ حاصل کرنے والے افراد اپنا مقدمہ سفارتی ڈیسک پر رکھتے ہیں تو پھر ملک کا امیج اس طرح مجروح ہوتا ہے کہ اس کی مثال ملنا ممکن نہیں۔ ذرا سوچیے! تاجر، فنکار، سیاستدان اور طلبہ ملک کے بہترین تشخص کے لیے اپنی تمام صلاحیتوں کو لگا رہے ہیں اور دوسری جانب ایک گروہ نمودار ہوتا ہے اور وہ ان تمام کوششوں کو اپنی نفرت اور تعصب کی آگ سے جلا دیتا ہے۔

اس قسم کے لوگوں کے پروپیگنڈوں کے بعد پاکستان کو عالمی سطح پر کیسے اچھے دوست میسر آسکتے ہیں؟ پاکستان کی کولیشن یورپی ممالک سے کیسے مضبوط ہوسکتی ہے؟ یورپی منڈیوں میں پاکستان کی رسائی میں اس قسم کا پروپیگنڈہ بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ یورپ میں پالیسیاں محض ایک بیان پر نہیں بنتیں، یورپی ممالک کسی بھی ملک کے حوالے سے اپنی پالیسی کو بناتے وقت تمام عوامل کا جائزہ لیتے ہیں اور کوئی شبہ نہیں کہ قادیانیوں کا یہ پروپیگنڈہ پاکستان کو عالمی سطح پر آئسولیشن کی جانب لے جارہا ہے

ہاں! ایک اور بات کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ قادیانیوں کی سینٹرل کمانڈ کی پالیسی کہ جماعت کے ارکان کو زیادہ سے زیادہ باہر ممالک میں آباد کیا جائے،اس کی کیا وجہ ہے؟

جماعت غلامیہ کی سرگرمیوں پر نظر رکھنے والے تحقیق دان جانتے ہیں کہ جماعت دراصل ایک چندہ جماعت ہے۔ایک عام کمزور قادیانی کو بے رحمی اور سفاکانہ طریقوں سے بلیک میل کر کے اس سے چندہ

وصول کیا جاتا ہے، تاکہ قادیانی گروہ کی نکھٹو اشرافیہ کی عیاشیوں کو برقرار رکھا جائے۔ یہ قادیانی گروہ کا المیہ ہے اور انسانی حقوق سے وابستہ تنظیموں بشمول اقوامِ متحدہ کو عام قادیانیوں پر ہونے والے بدترین ظلم کے خلاف نہ صرف نوٹس لینا چاہیے، بلکہ اس بربریت کے خاتمے کے لیے بھی خاطر خواہ اقدامات کیے جانے ضروری ہیں۔ جماعت غلامیہ کا ہر رکن ماہانہ لازمی چندہ دیتا ہے، اس کے علاوہ تحریک جدید کا چندہ، عبادت گاہ کا چندہ، وقف جدید کا چندہ، سالانہ جلسے کا چندہ، چندہ اشاعت، نصرت جہاں آگے بڑھو چندہ، بلال فنڈ، طاہر فنڈ، سالانہ اجتماع کا چندہ اور چندہ وسعت جو زندگی بھر کم از کم آمدنی کا 10 فیصد ادا کیا جاتا ہے۔

یہ چندہ انتہائی جابرانہ طریقوں سے وصول کیا جاتا ہے اور اگر کوئی چوں چرا کرے تو اس کا سوشل بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے، یہی وہ وجہ ہے کہ جماعت غلامیہ کا مرکزی خاندان دنیا کے امیر ترین خاندانوں میں سے ایک ہے، ایک اطلاع کے مطابق صرف جرمنی سے سالانہ 14 ملین یورو کا چندہ جماعت غلامیہ کے مرکز میں بھیجا جاتا ہے۔

جماعت غلامیہ کی یورپ بساؤ پالیسی اور غیر قانونی وسیاسی پناہ کی مہم دراصل اسی چندے بازی کا ایک سلسلہ ہے۔ بہت سادہ سا نکتہ ہے کہ پاکستان میں رہنے والا ایک عام قادیانی اپنی آمدنی کے سبب اتنا چندہ نہیں دے سکتا، چنانچہ اسی ہوسِ زر کو پورا کرنے کے لیے قادیانی اشرافیہ عام قادیانیوں کو غیر قانونی طریقے سے یورپ اسمگل کرنے کے گھناؤنے منصوبے پر عمل پیرا ہیں۔ مگر کیا چندے کا حصول ہی اس غیر قانونی، غیر اخلاقی اور وطن دشمن رویئے کی وجہ ہے؟.....نہیں اور ہرگز نہیں.....جماعت غلامیہ کی اشرافیہ شروع سے پاکستان مخالف رویوں کی حامل رہی ہے اور غیر قانونی سیاسی پناہ حاصل کرنے کی اس مہم کے ذریعے جماعت قادیان بیرون ملک میں پاکستان کی بھیانک تصویر کشی کر رہی ہے، جس پر نہ صرف پاکستان کے سیاستدان، انسانی حقوق کے ادارے اور سول سوسائٹی خاموش ہے، بلکہ مذہبی جماعتیں بھی چپ کا روزہ رکھ کر بیٹھی ہیں۔ یورپی سیکیورٹی ادارے جماعت غلامیہ کے خلاف سرگرم ہیں، مگر پاکستان میں اس ہولناک جرم پر سیکیورٹی ادارے جنبش بھی نہیں کر رہے۔ پاکستان کو اس وقت شدید بیرونی دباؤ کا سامنا ہے، اس دباؤ کا سامنا کرنے کے لیے پہلے کشتی کے اندر سوراخ کرنے والے منافقین کا سدباب کرنے کے لیے سفارتی طریقہ اختیار کرنا ضروری ہے۔

پاکستان کے بننے سے پہلے قادیانی عزائم

اگست 1947ء سے قبل ایک طرف قیام پاکستان کے لیے پورے ہندوستان میں تحریک چل رہی تھی، جبکہ دوسری طرف قادیانی جماعت کا خلیفہ دوم مرزا محمود ''اکھنڈ بھارت'' کا ڈنکا بجا رہا تھا اور یہ دُعا کر رہا تھا کہ ملک کا بٹوارہ نہ ہو اور اگر ملک تقسیم ہو بھی جائے تو اس کی کوشش یہ ہوگی کہ وہ کسی نہ کسی طرح دوبارہ متحد ہو جائے۔ یہ تھے قادیانی عزائم، چنانچہ مرزا محمود کی دُعا ملاحظہ فرمائیے:

''آخر میں' میں دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے رب! میرے اہلِ ملک کو سمجھ دے اور اول تو یہ ملک بٹے نہیں اور بٹے تو اس طرح بٹے کہ مل جانے کے راستے کھلے رہیں، اللّٰھم آمیــــن۔'' (خاکسار مرزا محمود، جماعت احمدیہ قادیان، 17 جون 1947ء۔ الفضل قادیان، 19 جون 1947ء، تاریخ احمدیت، جلد: 1، ص: 369)

مرزا محمود کے ان عزائم کو جسٹس منیر نے اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا:

''جب تقسیم ملک سے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کا دھندلا سا امکان اُفق پر نظر آنے لگا تو قادیانی آنے والے واقعات کے متعلق متفکر ہونے لگے۔ 1945ء سے 1947ء کے آغاز تک ان کی بعض تحریروں سے یہ منکشف ہو گیا کہ جب پاکستان کا دھندلا سا خواب مستقبل کی ایک حقیقت کا روپ اختیار کرنے لگا تو ان کو (قادیانی جماعت کو) یہ امر کسی قدر دشوار معلوم ہوا کہ ایک نئی مملکت کے تصور کو مستقل طور پر گوارا کر لیں۔ اُنہوں نے اس وقت اپنے آپ کو عجب گومگو کی حالت میں پایا ہوگا، کیونکہ نہ

تو وہ بھارت کی غیر مذہبی ہندو مملکت کو اپنے لیے چن سکتے تھے، نہ پاکستان کو پسند کر سکتے تھے۔ جس میں فرقہ بازی کے روا رکھے جانے کی کوئی توقع نہ تھی۔ ان کی بعض تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تقسیم کے مخالف تھے اور کہتے تھے کہ اگر ملک تقسیم بھی ہو گیا تو وہ اسے دوبارہ متحد کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس کی وجہ واضح طور پر یہ تھی کہ احمدیت کے مرکز قادیان کا مستقبل بالکل غیر یقینی نظر آرہا تھا، جس کے متعلق مرزا صاحب بہت سی پیشگوئیاں کر چکے تھے۔'' (رپورٹ تحقیقاتی عدالت، ص:209)

مرزا محمود اکھنڈ بھارت کو اللہ تعالیٰ کی مشیت قرار دیتا تھا اور اسے مرزا قادیانی کی بعثت کا تقاضا کہتا تھا۔ چنانچہ 3 اپریل 1947ء (تقریباً قیامِ پاکستان سے ساڑھے چار ماہ قبل) چودھری ظفر اللہ خان کے بھتیجے کے نکاح کے موقع پر مرزا محمود نے اپنا ایک رؤیا (خواب) کی تعبیر اور اس سلسلے میں مرزا قادیانی کی پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے چودھری ظفر اللہ خان کی موجودگی میں کہا کہ:

''(مرزا محمود) نے فرمایا: جہاں تک میں نے اُن پیشینگوئیوں پر نظر دوڑائی ہے جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے متعلق ہیں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اس فعل پر جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بعثت سے وابستہ ہے غور کیا ہے، میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیے اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے ساتھ مشارکت رکھنی چاہیے۔

حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان جیسی مضبوط بیس جس قوم کو مل جائے اس کی کامیابی میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت سے کہ اُس نے احمدیت کے لیے اتنی وسیع بیس مہیا کی ہے، پتہ لگتا ہے کہ وہ سارے ہندوستان کو ایک اسٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت کا جوا ڈالنا چاہتا ہے، اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اُٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں، تا کہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ بیشک یہ کام بہت مشکل ہے، مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں، تا کہ احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی

کرے، چنانچہ اس رؤیا (خواب) میں اس طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں جدا جدا رہیں، مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔"

(روزنامہ الفضل قادیان، 5 اپریل 1947ء)

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے، لیکن قوموں کی غیر معمولی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے تو یہ اور بات ہے.... اسی طرح ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضا مند ہوئے تو خوشی سے نہیں، بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ یہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائے۔"

(میاں محمود خلیفہ، ربوہ، الفضل، 16 مئی 1947ء)

مرزا محمود اکھنڈ بھارت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"(1) ہم دل سے پہلے بھی ایسے اکھنڈ ہندوستان کے قائل تھے، جس میں مسلمان کا پاکستان اور ہندو کا ہندوستان برضا و رغبت شامل ہوں اور اب بھی ہمارا یہی عقیدہ ہے، بلکہ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ ساری دنیا کی ایک حکومت قائم ہو، تاکہ باہمی فسادات دور ہوں اور انسانیت بھی اپنے جوہر دکھانے کے قابل ہو۔ مگر اس کو آزاد قوموں کی آزاد رائے کے مطابق دیکھنا چاہتے ہیں، جبر اور زور سے کمزور کو اپنے ساتھ ملانے سے یہ مقصد نہ دنیا کے بارہ میں پورا ہو سکتا ہے اور نہ ہندوستان اس طرح اکھنڈ ہندوستان بن سکتا ہے۔" (تاریخ احمدیت، جلد: 1، ص: 276۔ پاکستان اور مسلم لیگ، قادیانی خلیفہ دوم مرزا محمود کا خطاب، 1 اپریل 1944ء بعد نماز مغرب)

"(2) ایک صاحب نے پاکستان کے متعلق سوال کیا کہ اس بارہ میں حضور (مرزا محمود) کا کیا خیال ہے؟ حضور نے فرمایا: میں اُصولی طور پر اس کا قائل نہیں۔ میں سمجھتا ہوں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا قادیانی) کو ہندوستان

میں اس لیے پیدا کیا ہے، تاکہ سارا ہندوستان اسلام کے جھنڈے کے نیچے آ جائے اور وہ احمدیت کی ترقی کے لیے ایک عظیم الشان بنیاد کا کام دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا قادیانی) کا ایک الہام ہے: ''آریوں کا بادشاہ۔''

(تذکرہ، ص: 382 تا 484)

''اگر ہم آریوں کو الگ کردیں اور مسلمانوں کو الگ، تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا قادیانی) کا یہ الہام کس طرح پورا ہوسکتا ہے؟ پس ضروری ہے کہ ہندوستان کے سب لوگ متحد رہیں۔ اگر ہندوستان نے الگ الگ ٹکڑوں میں تقسیم ہوجانا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا قادیانی) پاکستان کے بادشاہ کہلاتے، آریوں کے بادشاہ نہ کہلاتے۔ پس بے شک مسلمان زور لگاتے ہیں، جس مادی قسم کا پاکستان وہ چاہتے ہیں وہ کبھی نہیں بن سکتا۔ ہاں! اللہ تعالیٰ ایک ایسا ہندوستان ان کو ضرور دے گا، جس میں اکثریت مسلمانوں کی ہوگی اور اسی کے لیے ہم کوشاں ہیں۔ ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ نے ملک کا اتحاد بلاوجہ نہیں کیا، اس میں ضرور کوئی بہت بڑی حکمت ہے۔ البتہ ہم پاکستان کی مخالفت بھی نہیں کرتے، کیونکہ ہندو قوم اتنی تشدد پسند ہوگئی ہے کہ اس کے لیے کوئی نہ کوئی ہوا ضرور چاہیے۔ پس ان کے دماغوں کو درست کرنے کے لیے پاکستان کا ہوا ضروری ہے، ورنہ ذاتی طور پر ہمیں نہ پاکستان کی تائید کرنے کی ضرورت ہے، نہ اس کی مخالفت کرنے کی ضرورت ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی بزرگ سے کوئی بات ''نہ انکارے کنم نہ ایں کارے کنم'' یہی پاکستان کا حال ہے، ہم نہ اس کا انکار کرتے ہیں، نہ اس کی مادی شکل کے لیے کوئی کام کرتے ہیں۔ ہم ایک روحانی پاکستان (یعنی اکھنڈ بھارت) کے لیے کوشش کرتے ہیں۔ جب سارا ہندوستان مسلمان ہوجائے گا اور اکھنڈ ہندوستان ہی پاکستان کہلائے گا۔ اس طرح ہم ہندوؤں اور مسلمانوں کی موجودہ سیاسی اُلجھن کو دور کردیں گے اور دونوں کو پورا کردیں گے۔ ہندوؤں سے کہیں گے لو اکھنڈ ہندوستان اور مسلمانوں سے

کہیں گے کہ لو پاکستان، مگر چند صوبوں کا نہیں بلکہ سارے ہندوستان کا...............
...........دنیا کی فتح کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ فاتح قوم ایسے ملک سے تعلق رکھتی ہو، جس کی بڑی بھاری آبادی ہو۔ احمدیت چونکہ سب جگہ پھیلے گی اور تمام دنیا پر احمدیت کی تعلیم کا مرکز اللہ تعالیٰ نے ہندوستان بنا دیا، اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرزا قادیانی) نے تحریر فرمایا ہے کہ جماعت کا مرکز ہمیشہ قادیان رہے گا........لوگ ان مسائل کو سمجھنے کے لیے قادیان کی طرف ہی رجوع کریں گے، پس قادیان چونکہ تمام دنیا کا مرجع بننے والا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اس کا ماحول بھی نہایت وسیع ہو........ پاکستان قائم کرنے میں مسلمانوں کا فائدہ نہیں، اکھنڈ ہندوستان میں ہے۔ ہمیں ہندوستان کا ایک ٹکڑا نہیں چاہیے، ہم سارے ہندوستان پر نظر رکھتے ہیں اور ان شاء اللہ ایک دن اس کو لے کر رہیں گے .... پس یہ ایک مشغلہ ہے جو چند تعلیم یافتہ (یعنی قائداعظم اور ان کے ساتھیوں کا) لوگوں نے اختیار کیا ہوا ہے۔ ہماری جماعت کے دوستوں کو ایسے معاملات (تحریک پاکستان) میں دلچسپی نہیں لینی چاہیے۔'' (روزنامہ الفضل قادیان، مورخہ 8 جون 1944ء، جلد: 23، نمبر: 331، ص:1)

یہ تو تھے پاکستان کے بننے سے پہلے ''اکھنڈ بھارت'' کے قادیانی عزائم، لیکن قیامِ پاکستان کے بعد بھی قادیانی عزائم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ چونکہ ''قادیانی خلافت'' کا مرکز قادیانی جماعت سے جدا ہو گیا اور وہ ہندوستان کا حصہ بن گیا، اس لیے قادیان کو ہر حال میں ''چاہے صلح سے یا لڑائی اور جنگ سے'' حاصل کرنے کا عزم ظاہر کیا گیا اور ایک مجلس مشاورت میں (قیامِ پاکستان کے بعد) قادیان کے حصول کے لیے ہر چھوٹی بڑی قربانی کرنے کی تیاری کا عہد کیا گیا، وہ عہد نامہ ملاحظہ فرمایئے:

27 امان 1327ھ / مارچ 1948ء کی مجلس مشاورت کے دوران حضرت مصلح موعود مرزا محمود نے نمائندگانِ جماعت سے حسب ذیل عہد لیا:

''میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے قادیان کو احمدیہ جماعت کا مرکز مقرر فرمایا ہے۔ میں اس کے اس حکم کو پورا کرنے کے لیے ہر

قسم کی کوشش اور جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس مقصد کو کبھی بھی اپنی نظروں سے اوجھل ہونے نہیں دوں گا اور میں اپنے نفس کو اور اپنے بیوی بچوں کو اور اگر خدا کی مشیت میں ہو تو اولاد کی اولاد کو ہمیشہ اس بات کے لیے تیار کرتا رہوں گا کہ وہ قادیان کے حصول کے لیے ہر چھوٹی بڑی قربانی کرنے کے لیے تیار رہیں۔ اے خدا! مجھے اس عہد پر قائم رہنے اور اس کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما، اللّٰھم آمین۔

(الفضل،25 مئی،1948ء،تاریخ احمدیت،جلد:12،ص:376)

قادیانی جماعت قادیان کو کس طرح حاصل کرے گی؟ قادیانی خلیفہ دوم مرزا محمود کا ''اعلانِ جنگ'' ملاحظہ فرمائیے:

(ا)''انڈین یونین چاہے صلح سے ہمارا مرکز (قادیان) ہمیں دے، چاہے .... اگر جنگ کے ساتھ ہمارے مرکز کی واپسی مقدر ہے تب بھی ضروری ہے کہ آج سے ہی ہر قادیانی اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار رہے۔''(خطبہ جمعہ،12 مارچ 1948ء۔

الفضل 30 اپریل،1949ء،ص:4-5،ماخوذ: جماعت احمدیہ کی مقدس بستی قادیان دارالامان،ص:28)

(2)''دنیا کی کوئی طاقت ہمیں ہمارے اصل مرکز قادیان سے دوامی طور پر جدا نہیں کرسکتی۔ ہم نے خدائی ہاتھ دیکھے ہیں اور آسمانی فوجوں کو اُترتے دیکھا ہے۔ اگر ساری طاقتیں بھی خدائی تقدیر کا مل کر مقابلہ کرنا چاہیں تو وہ یقیناً ناکام رہیں گی اور وہ وقت ضرور آئے گا جب قادیان پہلے کی طرح پھر جماعت احمدیہ کا مرکز بنے گا، خواہ صلح کے ذریعہ ایسا ظہور میں آئے، یا جنگ کے ذریعے۔ بہر حال یہ خدائی تقدیر ہے جو اپنے معین وقت پر ضرور پوری ہوگی، قادیان ملے گا اور ضرور ملے گا۔''

(تقریر سالانہ جلسہ،16 اپریل 1949ء۔ الفضل 20 اپریل 1949ء،ص:4،ماخوذ از جماعت احمدیہ کی مقدس بستی قادیان دارالامان،ص:37)

مندرجہ بالا دو اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت ''قادیان دارالامان'' ہر حال اور ہر صورت میں چاہے پاکستان کو داؤ پر بھی لگانا پڑے حاصل کرنے کے درپے ہیں۔ سوال کیا جاسکتا ہے کہ آخر

قادیانی جماعت اپنے لیے قادیان حاصل کرنا کیوں ضروری سمجھتی ہے؟ یہ اس لیے کہ ''قادیان''

☆.... قادیانی جماعت کا ایک ''مقدس شہر'' ہے۔

☆.... یہ اس کے رسول (یعنی مرزا قادیانی) کا تخت گاہ ہے۔

(دافع البلاء، روحانی خزائن، جلد:18، ص:330)

☆.... یہ مرزا قادیانی کی جنم بھومی اور اس کا مرگھٹ بھی ہے۔

☆.... یہیں مرزا قادیانی نے نبوت و رسالت کا شیطانی دعویٰ کیا تھا۔

☆.... اس شہر کا ذکر بقول مرزا قادیانی کے قرآن میں درج ہے۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد:3، ص:14، حاشیہ)

☆.... اس شہر میں آنا گویا نفلی حج سے ثواب زیادہ لگتا ہے۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن، جلد:5، ص:352)

☆.... زمین قادیان ارضِ حرم ہے۔ (درِثمین، ص:52)

قادیانی خلیفہ دوم مرزا محمود کے مطابق:

☆.... قادیان میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا ہے۔ (خطبات محمود، جلد:13، ص:629)

☆.... قادیان قادیانی جماعت کا دائمی مرکز ہے۔

☆.... قادیان کو تمام دنیا کی بستیوں کی اُم (ماں) قرار دیا گیا ہے۔

☆.... قادیان کی فضیلت یہ ہے کہ اس کا دودھ تازہ اور مکہ مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ سوکھ گیا۔

(حقیقۃ الرؤیا، ص:46)

قادیانی خلیفہ چہارم مرزا طاہر کے مطابق:

''اللہ تعالیٰ کی وہ تقدیر ظاہر ہوگی جب خلافت قادیان اپنی دائمی مرکز ''قادیان'' کو واپس پہنچے گی۔'' (الفضل انٹرنیشنل، 30 ستمبر 2005ء- تا جنوری 2006ء، ص:2)

اب قادیانیوں کا یہ مقدس مقام قادیانی جماعت سے جدا ہوگیا اور اس کو 62 سال بیت گئے۔ قادیانی ''قادیان'' جانے کے لیے مضطرب ہیں، اسی لیے قادیان حاصل کرنے کے لیے ''اکھنڈ بھارت'' کا

خواب دیکھ رہے ہیں۔

پاکستان کے موجودہ حالات کے تناظر میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ بعض خفیہ قوتیں ملک کے حصے بخرے کرنے میں سرگرم ہیں۔افسوس تو اس بات کا ہے کہ اس خطرہ کو من حیث القوم کوئی بھی محسوس کرنے کو تیار نہیں۔اہلِ اقتدار کی ذمہ داری اس سلسلے میں سب سے زیادہ ہے۔اہلِ اقتدار کو اکھنڈ بھارت کے قادیانی عقیدہ کے حوالہ سے بھی اس بات کا کھوج لگانا ہے کہ پاکستان کو غیر مستحکم کرنے میں قادیانی جماعت کا کتنا حصہ ہے؟

اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے۔آمین

بھٹو مرحوم کے گیت گانے والے آج گڑھے مردے اُکھاڑنے پر کیوں تُلے ہوئے ہیں؟

قادیانیت کے گمراہ کن عقیدے کے آگے بند باندھنے کا جتنا کریڈٹ تحریک ختم نبوت سے وابستہ علمائے کرام کو جاتا ہے، اتنا ہی کریڈٹ سیاسی شخصیات وسماجی کارکنان اور دانشور وصحافیوں کو بھی جاتا ہے، انہی تاریخی شخصیات میں سے ایک ولولہ انگیز شخصیت کا نام ذوالفقار علی بھٹو مرحوم تھا، جو دسمبر 1971ء سے 5 جولائی 1977ء تک پاکستانی حکومت کے سربراہ رہے۔

آج ہمیں یہ برے دن بھی دیکھنا پڑ گئے ہیں کہ ایک زمانہ تھا کہ جب جیالے ''بھٹو زندہ ہے'' کے نعرے لگانے سے تھکتے نہیں تھے اور اب یہ وقت آ گیا کہ ان کی خامیاں گنواتے نہیں تھکتے۔ بھٹو مرحوم کے گیت گانے والے آج گڑے مردے اکھاڑنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ کونسا سیاہ کارنامہ ہے جو بھٹو مرحوم کے کھاتے میں آج ڈالنے کی کوشش نہیں کی جارہی۔

کوئی اقرار کرے یا نہ کرے، راقم ذاتی طور پر بھٹو مرحوم کے کارناموں کا معترف ہے۔ پاکستان کی سالمیت اور اس کے تشخص کو برقرار رکھنے کے لیے بھٹو مرحوم نے جو کردار ادا کیا، اس کی وجہ سے انہیں پاکستان کی تاریخ میں منفرد مقام حاصل رہے گا۔ راقم بھٹو مرحوم کو کریڈٹ کیوں نہ دے؟ جبکہ بھٹو مرحوم کے ریکارڈ پر موجود زندگی کے آخری لمحوں کے تاریخی اور سنہرے الفاظ راقم کے موقف کی تائید کرتے ہیں۔

''بھٹو مرحوم کے آخری 323 دن'' کے عنوان کے تحت کرنل رفیع الدین نے ایک کتاب تحریر کی

ہے، کتاب میں کرنل صاحب لکھتے ہیں کہ احمدیہ مسئلے پر بھٹو صاحب نے کئی بار کچھ نہ کچھ کہا، ایک دفعہ کہنے لگے:

''رفیع! یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو (ایک خاص طبقے) کو امریکہ میں حاصل ہے، یعنی ہماری پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایک بار بھٹو مرحوم نے کہا کہ قومی اسمبلی نے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ہے، اس میں میرا کیا قصور؟''

ایک دن اچانک دریافت کیا کہ:

''کرنل رفیع الدین! کیا قادیانی آج کل یہ کہہ رہے ہیں مجھ پر مصیبتیں ان کے خلیفہ کی بددعا کا نتیجہ ہیں کہ میں کال کوٹھڑی میں پڑا ہوا ہوں۔''

ایک مرتبہ کہنے لگے کہ:

''اگر ان کے اعتقاد کو دیکھا جائے تو وہ (قادیانی) حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے اور اگر وہ مجھے اپنے آپ کو غیر مسلم قرار دینے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو کوئی بات نہیں۔''

پھر کہنے لگے:

''کوئی بات نہیں، میں تو بڑا گناہ گار ہوں اور کیا معلوم کہ میرا یہ عمل ہی میرے گناہوں کی تلافی کی وجہ بن جائے اور اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہ اس نیک عمل کی بدولت معاف کر دے۔''

کرنل رفیع الدین لکھتے ہیں کہ:

''میں نے بھٹو صاحب کی باتوں سے اندازہ لگایا کرتا تھا کہ شاید ان کو گناہ وغیرہ کا کوئی خاص احساس نہ تھا، لیکن اس دن مجھے محسوس ہوا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔''

اب راقم فیصلہ قارئین کے حوالے کرتا ہے کہ وہ خود فیصلہ کر لیں کہ بھٹو مرحوم کو کریڈٹ ملنا چاہیے کہ نہیں؟ 1970ء کے الیکشن میں قادیانیوں نے پیپلز پارٹی کو ووٹ دیئے تھے، اس الیکشن سے قبل مرحوم

بھٹو کے ذہن میں قادیانی گروہ کی وہ تصویر نہیں تھی جو بعد میں اُبھری۔ الیکشن میں قادیانیوں کی حمایت کا ذکر بھٹو مرحوم نے اپنی ایک تقریر میں کیا تھا، جس میں انہوں کہا کہ گزشتہ عام انتخابات میں قادیانیوں نے پیپلز پارٹی کو ووٹ دیئے تھے، لیکن انہوں نے ہمیں خرید تو نہیں لیا۔

بھٹو مرحوم کو حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی جلد پتہ چل گیا کہ قادیانیت آستین کا سانپ ہے۔ اقتدار سنبھالنے کے بعد مرحوم جب سربراہِ مملکت کی حیثیت سے پہلی مرتبہ مغربی ممالک کے دورے پر گئے تو وہاں کے صدر نے انہیں ہدایت کی کہ پاکستان میں قادیانی جماعت ہماری ہے، ان کا آپ ہر لحاظ سے خیال رکھیں، دوسری مرتبہ بھی دورے کے موقع پر یہی بات دوہرائی گئی۔ ظاہر ہے کہ بھٹو مرحوم جیسا ذہین شخص اچھی طرح سمجھ گیا کہ قادیانیوں پر ہاتھ ڈالنا اتنا آسان کام نہیں ہوگا۔ مرحوم کے دور میں قادیانیوں نے جو سازشیں شروع کیں وہ بھی بے نقاب ہوگئیں اور بھٹو مرحوم کو ان کی ذہنیت کا بھی اندازہ ہوگیا۔

بھٹو مرحوم کے دور میں بعض سینئر قادیانی افسروں نے کئی مسلمانوں کو فارغ کر کے اپنے گروہ کے افراد کو بھرتی کرلیا، پاکستانی فضائیہ کے سابق ائیر مارشل ظفر چوہدری بڑا متعصب قادیانی تھا اور سخت طبیعت کا آدمی تھا، اس نے بھی ائیرفورس پر قادیانیوں کا قبضہ کرانے کے لیے بڑے پاپڑ بیلے اور جب کبھی بھرتی کا مرحلہ آتا تو قادیانیوں کو فوقیت دیتا۔

ایک دفعہ ظفر چوہدری کے ہاتھوں کورٹ مارشل کی بھینٹ چڑھنے والے پاک فضائیہ کے ایک مسلمان افسر نے بھٹو مرحوم تک رسائی حاصل کی اور انہیں ظفر چوہدری کی گھٹیا ذہنیت سے آگاہ کیا۔ یہ لرزہ خیز داستان سن کر بھٹو مرحوم بہت ہی حیران ہوئے اور اس روز سے بھٹو مرحوم کی قادیانیوں کے حوالے سے پریشانی اور بڑھ گئی۔ اس لرزہ خیز داستان کو مسلمان فوجی افسر سے سن کر ان کے ماتھے پر معنی خیز شکن اُبھر آئی اور کہا: ''اچھا! یہ ہے ان کا اصل روپ۔'' اس سے بھٹو مرحوم کے دل میں قادیانیوں کے سازشی کردار کا پختہ یقین ہوگیا۔

اس واقعے کے چند دن بعد ظفر چوہدری نے طیاروں کا گروپ تشکیل دے کر ربوہ کے قادیانی سالانہ جلسے پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کرنے کو بھیجا، جہازوں کے اس گروپ نے اجلاس کے دوران مرزا ناصر کو عسکری انداز میں سلام پیش کیا۔ بھٹو مرحوم کو اس کی بھی خبر ہوگئی۔ اس عمل سے انہیں قادیانیوں کے

مستقبل کے مذموم منصوبوں کا بھی اندازہ ہوگیا۔اس کے بعد انہوں نے قادیانیوں کے بارے میں اپنی سوچ بھی مکمل طور پر بدلی۔ 25 جولائی 1974ء کو جسٹس صمدانی کی عدالت میں فوری نوعیت کا بیان سماعت کیا گیا، فاضل ٹریبونل نے 31 اگست کو اس کے اہم اجزاء خبر رساں ایجنسیوں کو ارسال کیے جو آئندہ روز اشاعت پذیر ہوئے، بیان ہوا کہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کی صدارت میں بعض سرکردہ قادیانیوں نے ذوالفقار علی بھٹو کو راستے سے ہٹادینے کا فیصلہ کیا تھا، پروگرام یہ بنایا کہ ایک تقریب میں انہیں شہید کردیا جائے۔

اس سے پہلے ایئر مارشل ظفر چوہدری نے اپنی سبکدوشی کے بعد بھٹو کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کی ناکام کوشش کی تھی، یہ سازش خود حکومت کے علم میں آئی، مزید برآں یہ کہ مسٹر ایم ایم احمد قادیانی کے ایک رشتہ دار کے گھر سے وائرلیس ٹرانسمیٹر بھی برآمد ہوئے تھے۔صمدانی ٹریبونل نے قادیانیوں کے چہرے کے تمام حجاب اُٹھادیئے اور اب مرحوم بھٹو نے سازشی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کرلیا تھا۔

13 جون 1974ء کو انہوں نے اپنی ایک نشری تقریر میں کھل کر کہا کہ:

> ”میں مسلمان ہوں، مجھے مسلمان ہونے پر فخر ہے،کلمہ کے ساتھ پیدا ہوا تھا اور کلمہ کے ساتھ مروں گا۔ختم نبوت پر میرا ایمان کامل ہے اور ان شاء اللہ عوام کے تعاون سے قادیانیوں کا مسئلہ مستقل حل کردوں گا۔ یہ اعزاز بھی مجھے حاصل ہوگا اور یوم حساب خدا کے حضور اس کام کے باعث سرخرو ہوں گا۔“

بھٹو مرحوم نے اپنے وعدے کے مطابق، 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کیا تو قادیانی آقا کو اپنے قادیانی رفقاء کی سازشیں طشت از بام ہونے کا بڑا دکھ ہوا، ایک خصوصی وفد کی پاکستان آمد ہوئی اور مرحوم سے ملاقات کی، بھٹو مرحوم سے ملاقات کے دوران دھمکی آمیز رویہ اختیار کیا گیا، جس پر مرحوم نے اطمینان سے جواب دیا: ”بے شک جو چاہیے کیجیے، فیصلہ ہوگیا ہے۔“

بھٹو مرحوم یہ جانتے تھے کہ قادیانیوں کے حوالے سے اس فیصلے کے بعد انہیں معاف نہیں کیا جائے گا، پھر بھی مرحوم اس فیصلے سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹے۔1974ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران علماء کے ایک وفد نے بھٹو سے ملاقات کی، ملاقات بڑی دلچسپ تھی۔

اس ملاقات میں علماء نے قادیانیوں کی سیاسی سازشوں سے آگاہ کیا، جب علماء کرام ملاقات سے

واپس ہو رہے تھے تو بھٹو مرحوم نے قائد وفد کو پیچھے سے آواز دے کر بلایا اور کہا:

”مولوی صاحب! میں اس مقدس مقصد اور عظیم مطالبے کو دل و جان سے قبول کر چکا ہوں اور ان شاء اللہ! میری حکومت برسوں پرانے اس فتنے کا آئینی سدباب کر دے گی، مگر یہ حقیقت بھی جانتا ہوں کہ اس فیصلے کے بعد آپ لوگ میری گردن میں پھانسی کے پھندے کی قربانی کا تقاضا کر رہے ہوں گے۔“

5 جولائی 1977ء کو بھٹو کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا گیا اور ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ اس پر ہر قادیانی نے سکھ کا سانس لیا اور ایک مرتبہ پھر قادیانی سرگرم عمل ہو گئے اور انہوں نے بھٹو مرحوم کو سزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔ بھٹو مرحوم کے خلاف نواب محمد احمد خان کے قتل کا مقدمہ چلایا گیا، اس مقدمے میں مسعود محمود وعدہ معاف گواہ تھا، یہ شخص ایف ایس ایف کا ڈائریکٹر اور متعصب قادیانی تھا، یہ سلطانی گواہی بھٹو مرحوم کی سزائے موت کا سبب بنی۔ مسعود محمود کو احمد رضا قصوری، اور بھٹو مرحوم دونوں سے دشمنی تھی، کیونکہ مرحوم نے ان کو ملت اسلامیہ سے الگ کر کے غیر مسلم قرار دے دیا تھا اور احمد رضا قصوری نے اسمبلی کی کارروائی کے دوران اس کے متعلق توہین آمیز الفاظ استعمال کیے تھے، اس لیے ان کو قتل کرانے کے لیے مسعود محمود نے بھٹو مرحوم کی ایما کے بغیر حملہ کرایا تھا، خوش قسمتی سے احمد رضا قصوری بچ گئے اور ان کے والد نواب محمد احمد خان قتل ہو گئے اور اس قتل کے الزام میں قادیانی خاموشی سے اپنے دشمن کو تختۂ دار تک پہنچانے میں کامیاب بھی ہو گئے۔ بھٹو مرحوم کو قادیانی مسئلہ حل کرنے کی پاداش میں حکومت اور جان دونوں سے محروم ہونا پڑا۔

جب بھٹو مرحوم قادیانی عداوت کی بھینٹ چڑھ گئے تو سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے اپنی تنگ نظر فطرت کا اظہار کرتے ہوئے ایک محفل میں کہا کہ بھٹو کا باون سال کی عمر میں مرنا مرزا قادیانی کی صداقت کی دلیل ہے، کیونکہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ باون سال کی عمر میں ایک کتا مرے گا۔

آج پیپلز پارٹی کے اکثر سینئر جیالے اور قائد پارٹی کے بانی کے روایتی موقف کے برعکس قادیانیوں کو مسلمان قرار دیتے پھر رہے ہیں۔ جن لوگوں نے بھٹو مرحوم کی جان لی، انہی لوگوں کو آج مظلوم قرار دیا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ بھٹو زندہ ہے تو اس کی واحد وجہ وہ صداقت ہے، جو انہوں نے ختم نبوت کے لیے کسی چیز کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے انجام دی۔ جیالوں سے التماس ہے کہ کچھ تو اپنے لیڈر کی لاج رکھیں۔

باؤنڈری کمیشن میں قادیانیوں کا موقف

صاحبزادہ طارق محمود اپنی شہرہ آفاق کتاب ''کادیانیت کا سیاسی تجزیہ'' میں لکھتے ہیں:

''قادیانی جماعت کی بھرپور مخالفت کے باوجود جب ہندوستان کی تقسیم ناگزیر ہوگئی اور پاکستان کا قیام ممکن نظر آنے لگا تو قادیانیوں نے پاکستان کی جغرافیائی صورت کو نقصان پہنچانے کی بھیانک کوشش کی۔ کشمیر اپنی تاریخی ہیئت اور جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے پاکستان کا حصہ ہونا چاہیے تھا۔ چونکہ پاکستان میں بہنے والے سارے دریاؤں کا منبع اور سرچشمہ کشمیر ہے۔ بھارت سارے دریاؤں کا پانی بند کر کے پاکستان کی لہلہاتی فصل کو تباہ کر سکتا تھا۔ مذہبی، سیاسی اور ثقافتی نقطہ نظر سے بھی پاکستان اور کشمیر لازم وملزوم تھے، اس لیے قائداعظم نے فرمایا: ''کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔''

حد بندی کمیشن کے پاکستان اور انڈیا کی حد بندی کی تفصیلات طے کرنے کے دوران جب مسلم لیگ اور کانگریس اپنا اپنا مؤقف بیان کر رہے تھے، مسلم لیگ کی وکالت کے امور پر فائز سر ظفر اللہ قادیانی نے قادیانی جماعت کی طرف سے الگ میمورنڈم پیش کر کے حد بندی کمیشن کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اس میمورینڈم میں انہوں نے اپنے مرکز قادیان کو city vatican قرار دینے کا مطالبہ کیا اور سول وفوجی ملازمین کی مبالغہ آمیز تعداد، کیفیت اور آبادی کی تفصیلات درج کیں۔ ریڈکلف کمیشن کو اپنا 1940ء کا

تیار کردہ نقشہ بھی پیش کیا جس میں قادیانی آبادی کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کیا۔

باؤنڈری کمیشن نے ویٹیکن سٹی کا مطالبہ تو تسلیم نہ کیا، البتہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ قرار دے کر گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع ظاہر کیا اور اس کے اہم علاقے بھارت میں شامل کر کے نا صرف ضلع گورداسپور کو پاکستان میں شامل ہونے سے محروم کیا، بلکہ بھارت کو کشمیر ہڑپ کر لینے کی راہ میسر کر دی اور اس طرح کشمیر پاکستان سے کٹ گیا۔

سید میر نور احمد سابق ڈائریکٹر تعلقاتِ عامہ اپنی یادداشتوں ''مارشل لاء سے مارشل لاء تک'' میں قادیانیوں کے منافقانہ کردار کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

> ''لیکن اس سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ ایوارڈ پر ایک مرتبہ دستخط ہونے کے بعد ضلع فیروز پور کے متعلق اس میں 17 اور 19 اگست کے درمیان ردوبدل کیا گیا اور ریڈکلف سے ترمیم شدہ ایوارڈ حاصل کیا گیا۔''

کیا ضلع گورداسپور کی تقسیم اس ایوارڈ میں شامل تھی، جس پر ریڈکلف نے 18 اگست کو دستخط کیے تھے؟ یا ایوارڈ کے اس حصے میں بھی ماؤنٹ بیٹن نے نئی ترمیم کرائی؟ افواہ یہی ہے اور ضلع فیروز پور کی فائل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ اگر ایوارڈ کے ایک حصہ میں ناجائز ردوبدل ہوسکتی ہے تو دوسرے حصوں کے بارے میں بھی شبہ پیدا ہوسکتا ہے۔

پنجاب حد بندی کمیشن کے مسلمان ممبران کا تأثر ریڈکلف سے آخری گفتگو کے بعد یہی تھا کہ گورداسپور کا مسلم اکثریتی ضلع پاکستان کے حصے میں آ رہا ہے، لیکن ایوارڈ کے اعلان کے وقت نہ تو فیروز پور کی تحصیلیں (ماسوا شکر گڑھ) پاکستان میں شامل ہوئیں اور نہ ہی ضلع گورداسپور۔

ماؤنٹ بیٹن کو علم تھا کہ گورداس پور کے ضلع کی تحصیل پٹھان کوٹ کو اِدھر اُدھر کرنے سے کن امکانات کے راستے کھل سکتے ہیں۔ جس طرح وہ کانگریس کے حق میں بے ایمانی پر اتر آیا تھا، بعید از قیاس نہیں کہ پاکستان دشمنی سازش میں سب سے بڑا کردار ماؤنٹ بیٹن نے ادا کیا ہو اور ریڈکلف ممکن ہے اس کو

سمجھ ہی نہ پایا ہو۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ قیامِ پاکستان کے وقت حالانکہ قادیانیوں کی نمائندگی بھی مسلم لیگ ہی کر رہی تھی اور قادیانیوں کا پاکستان میں شامل ہونے کا ہی ارادہ تھا،لیکن اس کے باوجود ان کا اپنے آپ کو الگ ظاہر کر کے مسلمانوں کی عددی قوت کو کم ثابت کرنا انتہائی افسوس ناک حرکت ہے۔

پھر مسلم اکثریتی تحصیل شکر گڑھ کی تقسیم کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اگر تقسیم کرنا ضروری ہی تھا تو قدرتی سرحد کے بجائے اس مقام کو سرحد کیوں قرار دیا جہاں نالہ ریاستِ کشمیر سے پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کشمیر کو بھارت سے منسلک رکھنے کا عزم وارادہ تھا۔

قادیانیت کے کفر کا فیصلہ ''ملا'' کا نہیں، اسمبلی کا ہے

آج یومِ تحفظ ختم نبوت ہے۔ 43 سال پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا اور 43 سال سے اس دن کو منایا جاتا ہے۔ آج کی نئی نسل سوچتی ہوگی کہ جب قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر ایک منزل سر کر لی گئی تو پھر اب ان کے ذکر اور فکر کی کیا ضرورت ہے؟

غیر مسلم قرار دینے سے پہلے قادیانی چھپے ہوئے دشمن تھے، اب وہ کھل کر سامنے آ گئے ہیں، یقیناً چھپا ہوا دشمن کچھ کم خطرناک نہیں ہوتا، مگر سامنے سے وار کرنے والے دشمن کو نظر انداز کرنا کون سی دانش مندی ہے؟

میں نئی نسل سے مخاطب ہوں جو شاید اس جدوجہد سے واقف نہیں جو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لیے کی گئی۔ میں مخاطب ہوں ان لوگوں سے جو قادیانیوں کو غیر مسلم تو مانتے ہیں، مگر کہتے ہیں کہ اب قصہ مک گیا تو ذکر کس بات کا؟ ایسا نہیں ہے کہ پاکستان میں کسی خاص دباؤ کی وجہ سے عدالتوں نے قادیانیوں کے خلاف فیصلے سنائے یا جمہوری پارلیمنٹ کسی دباؤ کا شکار ہوگئی۔ قادیانیوں کے کفر کا معاملہ دنیا کی مختلف ممالک کی اعلیٰ عدالتوں نے تسلیم کیا، انڈونیشیا میں قادیانیوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی ممانعت کر دی گئی۔ اسی طرح جنوبی افریقہ میں ہوا۔

راقم کا گزشتہ دنوں کیپ ٹاؤن کے سفر کا اتفاق ہوا، تاکہ وہاں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا جا سکے، اس سفر کی روئیداد کسی علیحدہ نشست کی متقاضی ہے، تاہم جنوبی افریقہ میں تحفظ ختم نبوت کے محافظوں نے کیپ ٹاؤن میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے تاریخی مقدمے کے حوالے سے دلچسپ تفصیلات کا

تبادلہ کیا۔ اس مضمون میں مقدمے کی تفصیلات کا ذکر بھی مقصود نہیں ہے، تاہم یہ بتانا ضروری ہے کہ قادیانیوں کے کفر کا معاملہ دنیا میں کہیں بھی اور جب بھی انصاف کی اعلیٰ عدالتوں میں گیا ہے، ان کو شکست ہوئی ہے۔

جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ نے قادیانیوں کے خلاف فیصلہ سناتے ہوئے ان پر مسلمانوں کی مساجد میں داخلے اور مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین پر پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ یہاں ایک اور چیز کی وضاحت کر دی جائے کہ قادیانیوں کے بارے میں بات کرنا کوئی انتہا پسندی یا مذہبی جنونیت نہیں ہے۔ یہ روایت پسندی بھی نہیں ہے، بلکہ یہ معاملہ انصاف کا ہے۔

انصاف کا تقاضا ہے کہ اگر کوئی ایک جماعت دوسری جماعت کا لبادہ اوڑھ کر اس دوسری جماعت کے مشترکہ مفادات کو ٹھیس پہنچائے، بنیادی عقائد پر ضرب لگائے تو اس منافقانہ طرزِ عمل کی روک تھام کی جائے گی۔ تحفظ ختم نبوت کے سپاہی ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ قادیانیوں کے انسانی حقوق متاثر ہوں۔ عقیدہ ختم نبوت کے محافظ تو انصاف کی جنگ لڑ رہے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ قادیانی جھوٹ کے بل بوتے پر مسلمانوں کے مفادات کو اغوا نہ کریں۔

قادیانی قوانین پر عمل کریں اور مسلمانوں کے حقوق کو استعمال کرنا بند کر دیں۔ اگر کوئی آپ کے حقوق کو سلب کرے تو آپ اس کے خلاف سڑکوں پر نکل آتے ہیں، اس وقت قادیانی آپ کے حقوق کو سلب کر رہے ہیں، اسلام آپ کا دین ہے، یہ آپ کے دین کو خود کا دین قرار دیتے ہیں، جبکہ ایسا نہیں ہے، کیا کسی گھس بیٹھئے کو آپ اپنے درمیان برداشت کریں گے؟

آج تجدید عہد وفا کا دن ہے، آج اس عظیم مقصد کے لیے جانیں دینے والے شہداء کی قربانیوں کو یاد کرنے کا دن ہے۔ آج اس عقیدے کو یاد کرنے کا دن ہے، جو ہمارے مذہب کی بنیاد ہے۔ اگر یہ عقیدہ اسلام سے نکال دیا جائے تو اسلام کی بنیاد کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ یہ سنہرا دن اس عزم کے اظہار کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے کہ آپ اس عقیدے کے تحفظ کے لیے اپنا کردار ادا کریں، آگے بڑھیں اور تحفظ ختم نبوت کے مجاہد بنیں۔

نئی وجدید تیکنیکی بنیادوں پر صف بندی کرنے والا گروہ

بعض لوگوں نے اسلام اور کفر کے فیصلہ کے لیے ایک آسان سا اصول گھڑ لیا ہے۔ جو شخص کلمہ پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو بس وہ مسلمان ہے، ورنہ کافر۔ یہ اصول شرعاً وعقلاً وصریحاً غلط ہے۔

فرض کیجیے ایک شخص کلمہ پڑھتا ہے، نماز روزہ کا قائل ہو اور بہت سی عبادت وریاضت بھی کرتا ہے، لیکن وہ کہتا ہے کہ نعوذ باللہ قرآن کی فلاں آیت ثابت نہیں؟ کیا ایسے شخص کو مسلمان تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اب ذرا غور کیجیے کہ قرآن کریم کا کلامِ الٰہی ہونا ہمیں کس ذریعہ سے معلوم ہوا؟ ہر شخص اس کا جواب یہی دے گا، قرآن کا قرآن ہونا امت کے تواتر سے ثابت ہے۔ چودہ سو سال سے یہی قرآن مسلمانوں میں تواتر سے چلا آیا ہے، یہی قرآن حضور ﷺ پر نازل ہوا، اس لیے اس کے ایک حرف میں بھی شک کی گنجائش نہیں۔ بس جس طرح قرآن کریم کے ہمارے تک پہنچنے کا ذریعہ امت اسلامیہ کا تواتر ہے اور تواتر کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اس طرح دین محمدی ﷺ میں سے جو چیز مسلَّم چلی آتی رہی ہے، ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے اور پھر صرف الفاظ کے تواتر کو تسلیم کر لینا کافی نہیں، بلکہ قرآن کی کسی آیت یا کسی متواتر عقیدہ کا جو مفہوم ومعنی امت میں ہمیشہ سے مسلم رہا ہے، اس کا تسلیم کرنا ضروری ہے، ورنہ اس کا انکار کر کے قرآن کریم یا احادیث متواترہ کو نئے معنی پہنانا کفر ہی ایک قسم ہے، مثلاً حضور ﷺ سے لے کر آج تک تمام مسلمان یہ تسلیم کرتے آرہے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم.......جن کے آخری زمانہ میں نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ ان

سے مراد وہی عیسیٰ بن مریم ہیں جو اسرائیلی پیغمبر مبعوث ہوئے تھے۔

اس کے برعکس مرزا کادیانی اور مرزائی گروہ کا یہ دعویٰ ہے کہ عیسیٰ بن مریم سے مراد غلام قادیانی ہے۔ دمشق سے مراد کادیان ہے۔ مسجد اقصیٰ سے مراد کادیان کی مرزائی عبادت گاہ ہے۔ آج تک کسی نے بھی عیسیٰ بن مریم کا یہ مطلب نہیں سمجھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پوری کی پوری ملت اسلامیہ گمراہ اور مشرک اور کافر ہی رہی۔

کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی صریح تکذیب اور امت کے کروڑوں اکابر کی تحمیق و تجہیل نہیں؟ اگر اس کے بعد بھی ایک شخص کو بقول چند صحافی وسیاسی اشرافیہ کے نزدیک دائرہ اسلام میں پناہ مل سکتی ہے تو کہنا چاہیے کہ اسلام کا کوئی متعین مفہوم ہی سرے سے موجود نہیں۔

بہر حال دورِ حاضر کے مسلمانوں کو قادیانی عزائم اور قادیانیوں کی خفی و جلی علمی بددیانتی سرگرمیوں سے باخبر رہنا نہایت ضروری ہوتا جا رہا ہے۔ کادیانی علمی دلائل کی دنیا نا کامی کے بعد راہِ فرار اختیار کر گئے ہیں، لیکن اب وہ پوری دنیا میں عالم اسلام کے خلاف نئی وجدید تیکنیکی بنیادوں پر صف بندی کرنے میں سرگرم نظر آ رہے ہیں۔

راقم بیرونِ دنیا کے اسفار کے بعد اس واضح نتائج پر پہنچا ہے کہ عالم اسلام کو ان کی ہر قدغن لگانے والے حربے سے محتاط و چوکنا رہنا ہوگا۔ دنیا کا کوئی کادیانی کسی حالت میں کسی بھی مملکت اور خصوصی طور پر اسلامی مملکت کا وفادار شہری نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ ہر کادیانی، اسلام کے قلعہ کو مسمار کرکے کادیانیت کا قصر تعمیر کرنا اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے۔ کادیانیوں کی مدح سرائی اور خوشامد کرنے والے یہ بات ضرور یاد رکھیں کہ کادیانی گروہ کبھی بھول کر بھی اسلام اور آپ کے وفادار و خیر خواہ ہو یہ ناممکن بات ہے۔ ان کے اخلاص، مودت، روابط ہمیشہ ان کے گروہ میں شامل یا ان کے ساتھ صف میں کھڑے ہونے والوں کے ساتھ ہی ہیں، اس کی مثال عالم اسلام کی تاریخ کا المناک وکربناک واقعہ شہادت کے درجہ میں منیر انکوائری رپورٹ میں موجود درج ہے۔

جب پہلی جنگ عظیم جس میں ترکوں کو شکست ہوئی تھی اور بغداد پر 1918ء میں سامراج کا تسلط قائم ہوگیا تھا، تو کادیان میں اس فتح پر جشن مسرت منایا گیا۔ پورا عالم اسلام خون کے آنسو بہا رہا تھا، مگر

کادیانیوں نے اس کو فتح قرار دے کر گھی کے چراغ جلائے اور جس ناشائستہ انداز میں عالم اسلام کے زخموں پر نمک پاشی کی گئی، اس کا اندازہ شاید آج کل کے سیاست کے پجاری اور کادیانیوں کے حق میں ان کی مدح سرائی کرنے والے اس دردناک سانحہ سے بے خبر ہوں۔

راقم ایک عام کارکن کی حیثیت سے امت مسلمہ سے عام گزارش کرتا ہے کہ کادیانیوں کے مکروہ عزائم اور لن ترانیوں سے آگاہ رکھنے کے لیے تحریک ختم نبوت کی خدمات ہمہ وقت حاضر ہیں۔ اس تحریک کا ایک ایک کارکن ایک ایک دروازہ پر دستک دینے کو تیار ہے۔ وقت وحالات کی اہم ضرورت بھی یہی نظر آ رہی ہے کہ اس آفت کبریٰ سے عالم اسلام کی سرحدوں کو کسی بھی طریقہ سے محفوظ کیا جائے۔

عالمی طور پر عالم اسلام کے خلاف نفرت انگیز مہم کے بعد کادیانیوں کا قیامِ پاکستان کے بعد بھی یہ صورت حال نہ صرف قائم رہی، بلکہ کادیانی سازشوں نے اس میں مزید اضافہ کر دیا، پورے پاکستان پر یا کم از کم بلوچستان کے صوبے پر غلبہ وتسلُّط جمانے کے منصوبے کا اعلان کیا۔ کادیانی آرگن الفضل نے مسلمانوں کو یہاں تک دھمکی دے ڈالی کہ ہم فتح یاب ہوں گے۔ ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہو گے۔ اس وقت تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔

کادیانیوں کو یہ غلط فہمی تھی کہ پاکستان کے اربابِ اقتدار پر ان کا تسلُّط ہے۔ ملک کے کلیدی مناصب ان کے قبضے میں ہیں، پاکستان کا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان خلیفہ کادیان ربوہ کا مرید ہے، اس لیے پاکستان میں مرزا غلام قادیانی کی نبوت کا جعلی سکہ رائج کرنے میں کوئی دقت نہیں آئے گی۔ ان کی امید افزائی کا خاص پہلو یہ تھا کہ مجلس احرار اسلام ختم نبوت کے قافلہ کو تقسیم ملک کی وجہ سے تنظیمی وسائل کا فقدان تھا، اس لیے کادیانیوں کو غرہ تھا کہ اب حریم نبوت کی پاسبانی کے فرائض انجام دینے کی کسی کو ہمت نہیں ہوگی، لیکن وہ یہ بھول گئے تھے کہ حفاظت دین اور تحفظ ختم نبوت کا کام انسان نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کرتے اور کرواتے ہیں اور وہ خود ہی رجال کار پیدا فرماتے ہیں۔

دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب کردہ یہ کمزور تحریک ختم نبوت نے تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر جمع ہو کر بے مثال اتحاد و تنظیم کا مظاہرہ کیا اور عظیم مشن کے لیے قربانیاں پیش کیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد اس نوزائندہ مملکت میں کادیانی اثر و رسوخ بظاہر خوفناک حد تک بڑھ گیا تھا۔ مسٹر ظفر اللہ خان کادیانی

پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ اور ملکی پالیسی کا خالق تھا۔مسٹر ایم ایم احمد سیالکوٹ کا ڈپٹی کمشنر تھا۔فوج و پولیس، عدلیہ، انتظامیہ اور قانون سروس کے اہم اور متبرک ترین کلیدی مناصب پر چن چن کر کادیانی افراد مقرر کردیئے گئے۔ یہ تمام لوگ جن کے ہاتھوں میں ملک کے نظم ونسق کی کلید تھی، خلیفہ ربوہ کے مرید و مطیع تھے، ان کا ہر قدم خلیفہ کے اشارہ پر چشم وابرو کا رہین منت تھا، گویا کادیانی خلیفہ اپنے گروہ کا امیرالمؤمنین نہیں تھا، بلکہ اپنے مریدوں کی وساطت سے نظمِ مملکت میں براہِ راست عمل و دخیل تھا اور مسلمانوں پر خلافت و حکمرانی کررہا تھا اور ملک کی قسمت کے فیصلے ربوہ چناب نگر میں کیے جانے لگے۔

ان حالات میں خلیفہ کادیانی کے باپ مرزا کادیانی جھوٹی نبوت کے بابت لب کشائی کی اجازت کیوں کر ہوسکتی تھی؟ یہی وجہ تھی کہ تحریک ختم نبوت کے کارکنان کی زبان بندی، نظر بندی اور پابندی روز کا معمول بن چکی تھی۔ان جرم ناآشناؤں کا جرمِ بے گناہی یہ تھا کہ کذاب مرزا کادیانی کی نبوت کو غلط اور اس جھوٹی نبوت کے پرستاروں کو دائرہ اسلام سے خارج کہنے کی غلطی کیوں کی؟ تحریک تحفظ ختم نبوت کے کارکنان کہیں بھی کادیانی جھوٹی نبوت پر لب کشائی کرتے تو قانون فوراً وہاں ہتھکڑی لے کر پہنچ جاتا۔

گرفتاری، مقدمہ، پیشی، سزا اور بالآخر جیل تحریک کے کارکنان کے لیے تحفہ و توشۂ آخرت کا سامان بنا۔ایک کارکن پر بیس بیس مقدموں کا سلسلہ جاری رہتا اور پھر غیر مختتم سلسلہ کہیں تھمنے کا نام نہ لیتا۔ اس جبر وتشدد اور ستم رانیوں کے باوجود تحریک ختم نبوت کے کارکنان نے ہمت نہ ہاری، بلکہ ان کے کیف و سرمستی میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا، جور و ستم کے اس طوفان کے سامنے بھی ڈٹ گئے۔اس سنگلاخ زمین میں بھی تحریک ختم نبوت کے کارکنان آہنی عزم جواں مردوں نے اپنے سفرِ تحفظِ ختم نبوت کو جاری رکھا۔

یوں تحریک ختم نبوت کے کارکنان کی قربانیوں کی بدولت کادیانی چہرا پوری دنیا کے سامنے عریاں ہوا۔

ہم آہ بھی کریں تو ہوجاتے ہیں بدنام

''پاکستان ایک غیر مہذب ریاست ہے، یہاں اقلیتوں، قوموں اور اقلیتی فرقوں کو کچلا جاتا ہے، خواتین کے چہرے پر تیزاب پھینک دیا جاتا ہے، یہاں کی خفیہ ایجنسیاں کسی کو بھی ''لا پتہ'' کر دیتی ہیں اور پھر ان گمشدہ افراد کی نعشیں اجتماعی قبروں سے ہی ملتی ہیں۔

پاکستان میں قادیانیوں کی عبادت گاہوں پر حملے ہوتے ہیں، سندھی، پختون، مہاجر، بلوچ اور گلگت کے باشندوں کو خاص ٹارگٹ کر کے نشانہ بنایا جا رہا ہے، اہل تشیع کی نسل کشی ہو رہی ہے، ہندو لڑکیوں کو جبراً اغوا کر کے مسلمان کیا جاتا ہے اور پھر ان کی شادی کسی مسلمان لڑکے سے زبردستی کر دی جاتی ہے۔''

یہ وہ مذکورہ بالا پروپیگنڈہ یا حقائق ہیں جو پاکستان کے شمال اور جنوب میں، مشرقی حصے میں اور جنوبی سمت میں، دائیں اور بائیں غرض ہر جگہ کسی نہ کسی طور پر، کسی نہ کسی دانشور، محقق، لبرل، کامریڈ کی زبان سے جاری وساری ہیں۔ میڈیا کے ڈھول پر بھی یہیں فغاں پیٹی جا رہی ہے کہ پاکستان کا بہت برا حال ہے، ناقابل برداشت رویّے اور تعفن زدہ مزاج یہاں کے معاشرے کا حصہ بن چکے ہیں اور اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

پاکستان کو اتنا کریہہ بنانے کا فریضہ عام طور پر وہ دانشور انجام دے رہے ہیں، جو ملکی وغیر ملکی یونیورسٹی سے گریجویشن یا پبلشرز کی ڈگری لے کر اپنی اچھی شکل وصورت اور گفتگو میں سلیقے کی بنا پر ڈیڑھ دو فٹ کے ٹی وی کے چوکھٹے میں فٹ ہو جاتے ہیں اور پھر صبح وشام بے پر کی بولتے ہیں، کیا یہ صحافی ہیں؟ یہ سوال ابھی تک بعض سادہ دل لوگوں کے لیے ایک معمہ بنا ہوا ہے، ان سطور کا مقصد جدت کی درانتی سے تراشے ہوئے منہ پھٹ دانشور ہر گز نہیں ہیں، اس تحریر کا مقصد اس فرسٹریشن کا خاتمہ ہے، جس کی کاشت یہ

بیمار ذہن لوگ کر رہے ہیں۔

پاکستان کے خلاف ہونے والے ہر پروپیگنڈے کی بنیادی سائنس یہ ہے کہ رائی کو پہاڑ بنا دو، اگر پہاڑ نہ بن سکے تو کم از کم اس پروپیگنڈہ کو اتنا بولو، اتنا بولو کہ سچ کا یقین ہونے لگے، ہٹلر کے دور میں موصوف کے ایک وزیر ڈاکٹر گوئبلز ہوا کرتے تھے، وہ جرمنی کی تھرڈ رائش کے پروپیگنڈہ منسٹر تھے، ایسا لگتا ہے کہ آج پاکستان میں موجود بعض اقلیتوں کے ایک مخصوص طبقے کے اندر ڈاکٹر گوئبلز کی روح سرایت کر گئی ہے، اقلیتوں کا ایک مخصوص گروہ اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لیے مظلومیت کا رونا روتا ہے، اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو جائے تو اسے سانحہ بنا دیا جاتا ہے اور پھر پوری اقلیت اس مخصوص گروہ کے ہاتھوں اغواء ہو جاتی ہے، بے چاری اقلیت کے پاس کوئی آپشن ہی نہیں بچتا کہ وہ کسی اور کی جانب دادرسی کے لیے دیکھے اور اقلیت کے ان داتا اپنی ذاتی خواہشوں کے حصول کے لیے نہ صرف پاکستان کو بدنام کرنا شروع کر دیتے ہیں، بلکہ اپنی اقلیت کو بھی خطرناک دوراہے پر لا کھڑا کرتے ہیں۔

پاکستان کے خلاف بیرونی دنیا میں اس قدر زہریلا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ اس کی مثال دینا سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہوگا، لاہور میں کادیانیوں کے عبادت خانے پر ایک حملہ ہوا اور وہ ٹسوے بہائے گئے کہ دریائے ٹیمز کا پانی کم دکھائی دینے لگا، کوئی ان سادہ دلوں سے پوچھے کہ پاکستان میں دیوبندیوں، بریلویوں، شیعہ سمیت تقریباً تمام طبقوں کی عبادت گاہوں پر حملے ہوئے ہیں اور ایک بار نہیں بلکہ تواتر سے حملے ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں، مگر ان حملوں کے ردِعمل نے ان طبقات میں سے کسی کو بھی اتنا کبیدہ خاطر نہیں کہ اپنی توپوں کے دہانوں کا رُخ پاکستان کی جانب موڑ لیا جائے۔

کادیانیوں کے رونے دھونے کا صاف مطلب ہے کہ معاملہ کچھ اور ہے، اس درد کی آڑ میں وہ کسی کی گردن مارنے کے چکر میں ہیں۔ اگر وسیع القلبی سے دیکھا جائے تو پاکستان میں اقلیتوں کو وہ حقوق میسر ہیں جو پوری دنیا میں مثالی ہیں، پاکستان کا کونسا شہر، قصبہ نہیں جہاں کادیانیوں کے عبادت خانے نہ ہوں؟ کسی نے ان کو اپنے مذہب کی عبادت سے روکا؟ اعتراض صرف اس بات کا ہے کہ جب وہ اپنے مذہب کو اسلام کا نام دیتے ہیں تو اس سے انسانی حقوق کی حق تلفی ہوتی ہے، مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے، بس اس سے اجتناب کیا جائے، باقی انسان ہونے کے ناطے سب ہمارے لیے محترم ہیں، مگر انسانی حقوق کی حق

تلفی برداشت نہیں، چاہے وہ اقلیت ہی کی جانب سے کیوں نہ ہو!

پاکستان میں اقلیتوں کو ملنے والے حقوق کا اگر بالغ نظری سے جائزہ لیا جائے تو حیرانی ہوتی ہے کہ یا خدا! بندہ ان کے لیے اور کیا کرے؟ قادیانی اس وقت پاکستان میں اپنے کوٹے سے زیادہ ملازمتوں پر قابض ہیں، کراچی اور لاہور سمیت ملک بھر میں ان کے ہزاروں عبادت خانے ہیں، یہ لوگ کھل کر اپنی تبلیغ کرتے ہیں، کوئی روکنے والا نہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ سب کچھ کرنے کے بعد ٹسوے بہا کر الزام دھر دیا جاتا ہے کہ جناب! ہمیں ریاستی جبر اور معاشرتی تنگ نظری کا سامنا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں سمیت بعض اقلیتوں کی اشرافیہ پاکستانی عوام کی سادگی اور ڈھیلے ڈھالے قوانین کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انسانی حقوق کی دھجیاں اڑا رہی ہے، یہ اقلیتوں کی اشرافیہ پاکستان کے بدخواہوں کی ہمدردیاں بٹور کر میر جعفر اور میر صادق کا کردار ادا کر رہی ہیں۔ اگر ہم صرف قادیانیوں کی بات کریں تو انہوں نے خود کو حاصل حقوق کی آڑ میں طوفانِ بدتمیزی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

برطانیہ جیسے ملک میں جہاں انسانی حقوق کو ایک خاص احترام حاصل ہے، قادیانی اشرافیہ نے تحریک تحفظ ختم نبوت کے اداروں کو بھی نہیں بخشا، یہ ادارے انسانی حقوق کے پرچم کو تھامے سادہ لوح قادیانیوں کو ظالم اشرافیہ کے چنگل سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں، مگر بظاہر مظلوم نظر آنے والی اس قادیانی اشرافیہ نے برطانیہ میں ختم نبوت کے اداروں کو دبانے کے لیے غیر قانونی ہتھکنڈوں سمیت ہر وہ کام کیا ہے، جس سے انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے ان اداروں کے مقاصد سبوتاژ ہوں۔ قارئین کو شاید یہ بات جان کر حیرت ہو کہ قادیانی اشرافیہ نے متعدد بار راقم کو جان سے مارنے کی دھمکیاں دیں، نہ جانے کیوں دنیا اقلیتی اشرافیہ کی سفاکیت اور درندگی کو دیکھ کر خاموش ہو جاتی ہے:

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کریں تو چرچا نہیں ہوتا

اس وقت پاکستان کے مسلمان عجیب کرب کا شکار ہیں، ان کو بدنام بھی کیا جاتا ہے اور پھر قصوروار بھی گردانا جاتا ہے۔ قادیانیوں کے پاس بس اقلیت ہونے کا ایک سرٹیفکیٹ ہے، جس کو گلے میں لٹکا کر وہ

ہائے ہائے کا ورد کرتے رہتے ہیں، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ظالم بھی ہم، بنیادی پرستی کا لیبل بھی ہم پر، تنگ نظری کا طعنہ بھی ہم سہیں، جی بھر کر ہمیں دنیا کے کونے کونے میں جا کر بدنام بھی کیا جائے، مگر ان کو ہر قسم کی چھوٹ حاصل ہے۔

اگر پاکستان کو بیرونی دنیا میں اپنے مثبت تأثر کو اُجاگر کرنا ہے تو خدارا! حکومتی ادارے حرکت میں آئیں اور اس بے لگام منہ زور اقلیتی اشرافیہ کو لگام دیں، یہ وہ سازشی عناصر ہیں جو ہماری کشتی میں سوراخ کر رہے ہیں، ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ نہ صرف اس بپھری ہوئی اور بے قابو اقلیتی اشرافیہ کو نکیل ڈالی جائے، بلکہ وہ ادارے جوان اقلیتوں کے چنگل میں پھنسے معصوم افراد کو بچانے کی کوشش میں مصروفِ عمل ہیں، ان کے کردار کو عوام کے سامنے لایا جائے۔

پاکستان قومی اسمبلی کی 1974ء کی کارروائی

تحریر: شاہد کمال (سابق قادیانی)

پاکستان کی آئینی تاریخ میں محوری حیثیت کے حامل واقعے کے بارے میں جماعت قادیان کی سازشیں درگور ہوگئیں، جب قومی اسمبلی کی قادیانی مسئلے پر کی گئی ساری کارروائی کی مکمل تحریری نقل سرکاری طور پر منظر عام پر لائی گئی۔

ختم نبوت اکیڈمی لندن جن پر "انتہا پسند" ہونے کا ٹھپہ لگانے کی کافی عرصے سے کوششیں جاری تھیں اور پوری کوشش کی گئی کہ ان پر کوئی برے الزامات ثابت ہوجائیں، ہمہ وقت ہر خاص وعام کو مشرقی لندن میں اپنے مرکز دعوت دے کر اس کارروائی کی نقل دکھاتے رہتے ہیں۔ مزید مولانا اللہ وسایا کا ترجمہ بھی ان کے پاس دستیاب ہے، اس کارروائی میں مرزا کی مضحکہ خیز کارکردگی کو قلمبند کیا گیا ہے۔ یحیٰی بختیار نے سوالات کرکے قادیانیوں کی صورتِ حال کا قیمہ بنا دیا، جبکہ لاہوریوں پر مزید کی گئی کارگزاری کے موجودہ حقائق یہ ہیں کہ ختم نبوت اکیڈمی تمام الزامات سے بری ہیں۔

مکمل ٹائٹل:

"Proceedings Of The Special Committee Of The Whole House Held In Camera To Consider The Qadiani Issue"

اس بات کا آئینہ دار ہے کہ ''قادیانی مسئلہ'' پاکستان کے لیے قومی اہمیت کے حامل مسائل میں سے ایک ہے۔

کئی دہائیوں سے قادیانیوں اوراس کے اراکین نے یہ تأثر دیا ہوا تھا کہ یہ کارروائی مخفی رکھی گئی تھی، جس کا مقصد پاکستانی عوام کو قادیانی عقائد و دلائل کی مکمل طاقت سے بے خبر اور محفوظ رکھنا تھا، جیسا کہ اس وقت کے خلیفہ مرزا ناصر احمد، مرزا غلام کے پوتے نے اس بات کا اظہار کیا۔ قادیانی لیڈرز نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اگر یہ کارروائی عوام الناس میں عام کردی جائے تو آدھا پاکستان (احمدی) قادیانی ہوجائے........یہ ہمارے لیے Kool-Aid کا لمحہ ہے (طنز ہے اس Idea کو قبول کرنا یا اس کے لیے قائل ہونا ایسا ہے کہ جیسے اندھی تقلید کا انجام بالآخر موت اور خودکشی ہے۔) بے وقوف کہلائے جانے کے ڈر سے کوئی منہ نہیں کھولتا، تنقید نہیں کرتا، لیڈرشپ خاموش ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ لیڈرز جھوٹ بولنے پر مجبور ہیں اور اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اراکین سے گزارش کی جائے کہ اس کارروائی کی نقل کو نہ دیکھیں کہ یہ وائرس سے متأثر ہے۔

یہ انتہائی درجے کی غلط ہدایت کاری صرف ان کے ممبرز پر ہی چل سکتی ہے جو اندھی تقلید کرتے ہیں اور بخوشی یقین کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں.... فیس بک بین (Face Book Ban) کی مثال بھی سامنے ہے۔

اسمبلی کی کارروائی کے ڈاؤنلوڈ کیے جانے اور اس کے ویب سائٹس پر لگائے جانے کے کئی مہینے بعد بھی مذہب کی تبدیلی کے کوئی زیادہ آثار نہیں۔ کوئی مرزا غلام کی تخلیق شدہ قادیانیت کے معیار کی اس (Postponement) اسکیم (چال) کا شکار ہوجائے، یہ یقین کرنا مشکل ہے، لیکن یہ سوچنا کہ کارروائی کے وقت جو دلائل دیے گئے وہ کئی دہائیوں سے دستیاب ہیں، لیکن مذہب کی تبدیلی کے مقصد کے لیے اتنے مؤثر نہیں جتنا مرزا ناصر پاکستان اسمبلی کو مسحور کرسکتا، نگلنا بھی دشوار ہے۔

مرزا ناصر کے دلائل مغرب میں کیوں نہیں استعمال کیے گئے؟ مغرب میں تعداد میں اضافہ کیوں نہ ہوا؟ سوائے جائیداد حاصل کرنے کی ہوس میں اضافے کے، جس سے خالی عبادت گاہیں اور پیسے کی طلب ہی بڑھی ہے، اس بڑھتے ہوئے دباؤ کا شکار طبقے پر۔

وہاں تعداد کیوں رکی ہوئی ہے؟ جواب آسان ہے۔ قادیانی اسی وقت ترقی کرتے ہیں جب حقائق دستیاب نہیں ہوتے .....جبکہ ''اسلام آزمائشوں کے باوجود ناقابل یقین شرح سے پھلتا پھولتا رہتا ہے۔'' خاص طور سے مغرب میں جہاں خصوصاً عورتوں کا اسلام میں داخلہ کچھ جگہوں پر خطرے کی گھنٹی سمجھا جانے لگا ہے، جبکہ اس دوران قادیانیت کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے اور یہ ترقی کرے گی بھی نہیں، کیوں کہ ''قادیانی جھوٹ، دھوکے، قانونی دھمکیوں، ساز باز اور حمایتیوں کی مدد پر بھروسہ کرتے ہیں درپردہ مقاصد کے ساتھ'' قادیانیت کی تاریخ کی سب سے بڑی سازش کہ مرزا ناصر نے قومی اسمبلی کو اتنا متأثر کیا کہ پاکستان کی حکومت کو اس کارروائی کو راز میں رکھنا پڑا، آخرکار مدفون ہوگئی ہے اور پھر منظر عام پر آ گئی......

پاکستان میں قادیانیوں کے حقوق غصب ہونا

شاید ایک حقیقت ہو؟

پاکستان میں قادیانیوں کے حقوق غصب ہونا شاید ایک حقیقت ہو؟ مگر اس حقیقت کی آڑ میں قادیانیوں کو مسلمان قرار دینے یا پھر ملک سے باہر جا کر اسائلم کا کیس جمع کرنے کی کوشش کرنا ایک دوسری حقیقت کا انکار ہے۔

یہ ممکن نہیں ہوسکتا کہ قادیانی مظالم میں آڑ لے کر خود کا اسٹیٹس تبدیل کروالیں اور یہی وجہ ہے کہ جب قادیانیوں پر مظالم کی بات ہوتی ہے تو مذہبی طبقہ شکوک کا شکار ہوجاتا ہے کہ کہیں ہمدردی سمیٹ کر قادیانی اپنے مقاصد کی تکمیل تو نہیں چاہتے؟ یہاں مذہبی طبقہ ایک دوہری مشکل سے دوچار ہوجاتا ہے، جس کا اعتراف ضروری ہے، بطور انسان قادیانیوں کو جو حقوق حاصل ہیں، وہ کسی صورت غصب نہیں ہونے چاہئیں، اور اگر ایسا ہے تو ان کے حقوق کی حق تلفی پر ہمیں افسوس ہے، مگر یہ بھی بدتہذیبی کی ایک قسم ہے کہ انسانی حقوق کی حق تلفی پر قادیانی خود کی اسلامی شناخت کا مطالبہ کرنے لگ جائیں۔

مذہبی طبقے کو خوف ہے کہ قادیانیوں کو ان کے ساتھ ہونے والی حق تلفیوں پر اگر انگلی پکڑائی تو کہیں یہ ہاتھ ہی نہ پکڑ لیں اور مسلمان ہونے کے دعوے دار ہوجائیں۔

مذہبی طبقے کو یہ خدشات بھی قادیانیوں کے اس مسلسل طرزِ عمل کی وجہ سے ہے جو انہوں نے پوری دنیا میں روا رکھا ہوا ہے۔ قادیانی اپنے طرزِ عمل کو بدلیں، اور یہ بھی بتانے کی کوشش فرمائیں کہ آپ کے اب تک کون کون سے حقوق غصب ہوئے ہیں، تاکہ ہم اس مسئلے کا حل بھی نکال سکیں، بطور انسان دنیا میں کسی کے ساتھ بھی ظلم ہو، ہم اس کے ساتھ کھڑے ہیں۔

کیا محمد علی جناح مرحوم کو ہندوستان کی واپسی کے لیے ''قادیانیوں'' نے آمادہ کیا؟

محمد علی جناح کے ہندوستان سے جانے کا مقصد

محمد علی جناح گول میز کانفرنس کے مباحثوں اور برطانوی اعلیٰ کاروں کی سودا بازیوں سے تنگ آ کر لندن میں اس نیت سے قیام پذیر ہوئے تھے کہ وہ پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی کے سامنے وکالت کریں گے۔

قادیانیوں کا دعویٰ

قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ جناح صاحب کو واپس آنے کی ترغیب مرزا محمود قادیانی کے حکم پر قادیانی مشن کے امام عبدالرحیم درد نے دی تھی۔ کئی ملاقاتوں کے بعد وہ ہندوستان واپس جا کر وہاں کے مسلمانوں کے لیے سیاسی جدوجہد دوبارہ شروع کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے اور لندن مسجد کے عظیم اجتماع میں ہندوستان کے مستقبل پر تقریر کرتے ہوئے جناح نے فرمایا کہ:

''امام کی بلیغانہ ترغیب نے میرے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔''

کیا قادیانیوں کا یہ دعویٰ صحیح ہے؟

قادیانیوں کے اس دعوے کا کوئی ٹھوس ثبوت موجود نہیں اور نہ ہی الفضل 27 اپریل 1933ء نے اس اجلاس کی اطلاع دیتے ہوئے ایسی کوئی بات لکھی، بلکہ گول میز کانفرنسوں میں ظفر اللہ کا رویہ اور بیسویں صدی کی تیسری دہائی کے دوران قادیانی قیادت کا کردار قادیانی مصنفین کے اس دعوے کو مسترد کرنے کے لیے کافی شہادتیں پیش کرتا ہے۔

بمبئی میں حتمی طور پر قیام سے پہلے جناح صاحب جاں بلب مسلم لیگ کو ایک مؤثر تنظیم میں بدلنے کے لیے ذہنی طور پر آہستہ آہستہ آمادہ ہوئے۔ 1933ء میں لیاقت علی خانؒ نے لندن جا کر ان کو قوم کی قیادت سنبھالنے کی ترغیب دی۔

1931ء-1935ء کے دوران کئی دفعہ ہندوستان کا دورہ کر کے صورت حال کا جائزہ لیا اور بالآخر ہندوستان مستقل واپس آئے۔ اس میں قادیانیوں کا کوئی عمل دخل نہیں۔ جناح صاحبؒ کے واپس آنے کے بعد بھی قادیانیوں نے کبھی ان کے ساتھ تعاون نہ کیا۔

پنجاب کے رسوائے زمانہ یونینسٹوں کے ساتھ مذموم ساز باز کی وجہ سے انہوں نے مسلم لیگ کی ساری پالیسیوں کو عموماً اور پنجاب میں خصوصاً مخالفت کا نشانہ بنایا۔

بیسویں صدی کی تیسری دہائی کے آخر میں انہوں نے کانگریس کی کھلے عام حمایت کی اور ہندوستان کے چھ صوبوں میں کانگریس کی وزارتوں کی تشکیل پر خوشیاں منائیں۔ گول میز کانفرنسوں میں بھی ظفر اللہ خان قادیانی کا رویہ متعصّبانہ تھا، لہٰذا قادیانیوں کا دعویٰ کہ انہوں نے ہی محمد علی جناح کو دوبارہ مسلمانوں کی جدوجہد کے لیے آمادہ کیا، غلط ہے۔

تحریک پاکستان پس منظر اور نصب العین

چوہدری ظفراللہ خان قادیانی تحصیل پٹھان کوٹ اور کشمیر

تقسیم ہند کے وقت ضلع گورداسپور میں مسلم آبادی 51,14٪ اور غیر مسلم آبادی 48.86٪ تھی۔ پنجاب کی تقسیم کے لیے جو اصول طے کیا گیا اس کے مطابق مغربی پنجاب کی مسلم اکثریت والے 17 اضلاع جس میں گورداسپور بھی شامل تھا، پاکستان کا حصہ بن رہے تھے اور غیر مسلم اکثریت کے باقی 13 اضلاع مشرقی پنجاب (بھارت) کا حصہ بن رہے تھے۔

چوہدری ظفراللہ قادیانی پنجاب مسلم لیگ کے وکیل تھے، انہوں نے ریڈکلف کمیشن کے سامنے جو یادداشت پیش کی اس میں حیران کن موقف اختیار کیا کہ پاک بھارت سرحدیں متعین کرنے کے لیے پنجاب کو ضلع کے بجائے تحصیل کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے، پھر سرحدات کا جو نقشہ تیار ہوا سے حتمی شکل دینے کے لیے مناسب ردوبدل کرلیا جائے۔ جسٹس دین محمد ریڈکلف کمیشن کے مسلمان رکن تھے، ظفراللہ کے عرضی دعوے کو پڑھ کر بے حد پریشان ہوئے، اسی شام ظفراللہ سے ملے اور کہا کہ یہ کیا ہورہا ہے؟ تحصیل پٹھان کوٹ کو بھارت کے حوالے کرنا ریاست جموں وکشمیر کو چاندی کی طشتری میں بھارت کے سامنے پیش کرنے کے مترادف ہے۔

چودھری ظفراللہ نے جواب دیا: میں اس کا ذمہ دار نہیں ۔ یہ مطالبات پنجاب مسلم لیگ کی صوبائی قیادت نے تیار کیے ہیں، میرا کام بحیثیت وکیل مؤکل کے مطالبات کی وکالت کرنا ہے۔ جسٹس محمد دین نے

ضلع گورداسپور کو پاکستان میں شامل کرنے کے لیے بہت بھاگ دوڑ کی۔ قائداعظم اور لیاقت علی خان سے بھی ملے، لیکن دیر ہو چکی تھی اور تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

تحصیل پٹھان کوٹ کی سڑک بھارت کی سڑکوں کو جموں و کشمیر سے ملانے کا واحد بری راستہ تھا۔ ریڈکلف کمیشن کے سامنے مقدمے کی سماعت شروع ہوئی تو ظفراللہ نے تحصیل پٹھان کوٹ کو پکے ہوئے سیب کی طرح بھارت کی گود میں ڈال دیا اور پنڈت نہرو خوش ہو گیا کہ اب کشمیر بھارت کا ہو گا۔

کیا مسلم لیگ کی صوبائی قیادت تحصیل فیروز پور، زیرہ اور نکودر کو پاکستان کا حصہ بنانے کا خواب دیکھ رہی تھی جو نہ بنا؟ کیا ظفراللہ چوہدری پنڈت نہرو کا آلۂ کار بن گیا تھا اور کشمیر ہاتھوں سے جاتا رہا؟ تاریخ کے مؤرخ کو اس کا جواب دینا ہو گا۔

قادیانی جماعت بیرونِ ملک پاکستان کا تشخص بگاڑنے میں مصروف ہے

قادیانی قیادت پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور توہین رسالت (ﷺ) ایکٹ ختم کرانے کے نئے ایجنڈے پر تیزی سے گامزن ہے اور اس کے لیے اس نے مغربی ممالک کے اسلام و پاکستان دشمن پارلیمنٹرین سے تعاون حاصل کرنے کی مہم شروع کردی ہے۔اس ضمن میں بیلجیم میں یورپین پارلیمنٹ کا وہ اجلاس تھا کہ جو گزشتہ ماہ بیلجیم میں ہوا اور اب تکبیر نے اس پارلیمنٹ کے اس خاص سیشن کی تفصیلات حاصل کرلی ہیں، جس میں پاکستان کے خلاف منظّم سازش کے تانے بانے بنے گئے۔ یوں تو مغرب بھر میں پاکستان اور عالم اسلام کے بارے میں منفی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں، جیسا کہ سانحہ نائین الیون کے بعد سے یہاں کے میڈیا پر پاکستان میں دہشت گردی اور انتہا پسندی کے بارے میں انتہائی منفی انداز میں خبریں شائع ہورہی ہیں، جن کا کسی حلقے کی طرف سے مؤثر طور پر جواب بھی نہیں دیا جارہا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قادیانی اہل مغرب کے سامنے اپنی مظلومیت کا رونا روکر غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی آئینی ترمیم، توہین رسالت (ﷺ) ایکٹ اور دیگر آئینی دفعات کو امتیازی دفعات قرار دلوا کر انہیں ختم کرانے کی کوشش میں ہے۔

دوسری طرف ان کے سیاسی عزائم اور منصوبے نہایت شدت سے اور منظّم طریقے سے جاری ہیں اور اہل مغرب سے اسلامیانِ پاکستان کے خلاف بھیانک سازش کی تکمیل کرانا چاہتے ہیں۔ اس وقت پوری

دنیا میں قادیانی جماعت پاکستان کے امیج کو بگاڑنے کے لیے لابنگ کر رہی ہے اور اس کے لیے تمام تر وسائل و ذرائع پاکستان کے خلاف جھونک دیئے ہیں، ملنے والی مصدقہ اطلاعات کے مطابق اسی لابنگ کی ایک کڑی یورپین پارلیمنٹ کا اجلاس تھا جو کہ 20 ستمبر 2011ء بیلجیم میں منعقد ہوا، اس اجلاس میں دنیا بھر کے ملکوں کے نمائندے ممبران پارلیمنٹ اور ماہر تعلیم شعبہ سے تعلق رکھنے والے 300 کے قریب تعداد موجود تھی، اس اجلاس کی خاص بات یہ تھی کہ اراکین پارلیمنٹ پورے اجلاس میں قادیانیت کی بولی بول رہے تھے، ایک الزام پاکستان کے مسلمانوں پر، حکومت پر اور پاکستان کے دستوری اور قانونی ڈھانچے پر پورے شدومد کے ساتھ دوہرایا جاتا رہا کہ پاکستان میں قادیانیوں کے انسانی حقوق پامال کر دیئے گئے ہیں اور ان کے شہری حقوق معطل ہو گئے ہیں اور قادیانیوں کے ہیومن رائٹس ختم کر دیئے گئے ہیں۔ لاہور میں ہونے والا افسوسناک واقعہ بھی سرفہرست ہے۔ اپنی فرضی مظلومیت جھوٹا پوپیگنڈہ کرنا بھی قادیانیوں کی ایک خاص عادت ہے، جو لوگ قادیان میں ایک فرضی محمد رسول اللہ کھڑا کرنے سے نہیں شرماتے ان کو خلافِ واقعہ غلط پروپیگنڈہ کرنے سے کیا عار ہو سکتی ہے؟ ایسا لگتا ہے کہ بین الاقوامی برادری کو نام نہاد مظلومت کا ڈرامہ کر کے مغربی میڈیا یا اور اراکین پارلیمنٹ کو اپنی منہ کی بات بولنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اسی اجلاس میں بیلجیم میں مقیم پاکستانی سفیر محترم جناب جلیل عباس جیلانی صاحب نے بڑی ہی بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے خطاب میں قادیانیوں کی طرف سے لگائے گئے بے بنیاد الزام کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں تمام اقلیتوں کو ہر قسم کے شہری حقوق حاصل ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے، جس پر قادیانی گروہ نے ٹیبل بجاتے ہوئے حلق پھاڑ کر سفیر پاکستان پر Shame Shame کے نعرے بازی اور آوازیں لگانا شروع کر دیں، جس پر پاکستانی سفیر محترم جناب جلیل عباس جیلانی صاحب Walkout پر مجبور ہو گئے۔

اس افسوسناک واقعہ نے بھی قادیانیت کی پاکستان سے بغض و عناد کی ایک گھناؤنی مثال قائم کر دی۔ یقینی طور پر اس افسوسناک واقعہ کے حوالے سے فارن آفس اور وزارتِ خارجہ اعلیٰ حکام کو نہ صرف نوٹس لینا چاہیے، بلکہ صدرِ مملکت جناب آصف علی زرداری صاحب اور وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ قادیانی گروہ کی اس حرکت پر سفارتی طریقہ کار اختیار کر کے از خود نوٹس لیں۔

قادیانی جماعت کی اس نوعیت کی سازش سے 7 اکتوبر 2005ء کو منڈی بہاء الدین کا واقعہ یاد آ گیا، جس میں قادیانی عبادت گاہ پر حملہ ہوا تھا۔ حملہ آور خود قادیانی تھے، جن کی آپس کی دشمنیاں تھیں، لیکن قادیانی جماعت نے دہشت گردی کا الزام لگا کر پوری دنیا میں پاکستان کو بدنام کیا۔ بعد میں پولیس تفتیش سے ثابت ہو گیا کہ ان کی آپس کی دشمنی تھی، جب مسلمانوں پر الزام ثابت نہ ہوا تو قادیانی جماعت نے ایک منحرف شدہ قادیانی راجہ عامر محمود عرف شہزاد پر اس دہشت گردی کا جھوٹا الزام لگا دیا اور قادیانیوں نے اپنی ایف آئی آر میں یہ بھی لکھوایا کہ راجہ عامر ڈیڑھ سال قبل منحرف ہو گیا تھا، اس لیے وہ بھی ملزم ہے۔ راجہ عامر محمود بھی عدالت سے بری ہو چکا ہے، لیکن مسلمانوں کے بارے میں جس میں راجہ عامر بھی شامل ہے۔

آج بھی قادیانی ویب سائٹس پر جھوٹی خبریں نہ صرف موجود ہیں، بلکہ قادیانی جماعت اپنی خود ساختہ جلاوطنی کے کیسوں میں ان کو بطور ہتھیار استعمال کر رہی ہے، وہ اپنے لوگوں کی سیاسی پناہ کے لیے اسلامی ملکوں کے خلاف بالعموم اور پاکستان کے خلاف بالخصوص پروپیگنڈہ جاری رکھتی ہے، آج کل اسی خصوصیت کے ساتھ انڈونیشیا کو بھی نشانے پر رکھا ہوا ہے۔

بعض اطلاعات کے مطابق پاکستان میں بعض قادیانی فعال افراد کی ہلاکت کے پس پردہ بھی قادیانیوں کا اپنا ہاتھ ممکن ہے، کیونکہ وہ مقتولین کی موت کو بھی اپنے لیے ہمدردی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا رہے ہیں، تاکہ قادیانی جماعت کے لوگوں کو جلاوطنی حاصل کرنے میں جو مشکلات پیش آ رہی ہیں ان کے تدارک کے لیے ان خبروں کو استعمال کیا جائے، جبکہ دوسری جانب اس خود ساختہ جلاوطنی کے کھیل کے ذریعہ قادیانی جماعت لاکھوں ڈالر ماہانہ آمدن بھی حاصل کر رہی ہے۔

پاکستانی پولیس تفتیشی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ اس نوعیت کے واقعات میں یکطرفہ تفتیش نہ کریں اور دورانِ تفتیش اس پہلو کا خاص خیال رکھیں کہ قتل و غارت گری اور قادیانیوں کے قتل کے واقعات میں قادیانی جماعت کا اپنا ہاتھ تو نہیں ہے۔

قادیانیوں کا دنیا میں بادشاہی کا خواب

قادیانیوں کے یہاں کشمیر کا خطہ ماضی میں اہم کیوں رہا ہے؟ اور اب نہیں؟ اور کیا وجوہات تھیں جب پاکستان نے اپنی آزادی کے تیسرے مہینے اکتوبر 1947ء میں کشمیر کا مطالبہ کیا تو اس جنگ میں قادیانی فی الفور کود پڑے؟ اس قسم کے بہت سارے سوالات جنم لیتے ہیں۔ راقم ان سوالوں کے جوابات دے یہ زیادتی اور ناانصافی ہوگی۔ چلو ہم کوشش کرتے ہیں کہ انہی قادیانیوں سے جواب طلب کریں۔

ایک بات یہاں ذہن میں رہے کہ قادیان اور جموں کشمیر بالکل ہی متصل علاقے تھے اور ادھر مرزائی جس قادیانی ریاست کا خواب دیکھتے تھے اس کی تعبیر کے لیے جموں کشمیر ان کے لیے حسبِ حال تھا۔

مرزا البشیر الدین محمود کی نگاہ میں کشمیر ہر لحاظ سے موزوں کیوں رہا؟ یہ بھی دیکھنے کی بات ہے۔ اس سلسلے میں قارئین کی خدمت میں کچھ مستند حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں، تاکہ آسانی کے ساتھ نتیجہ اخذ کر سکیں:

> ''ملکی سیاست میں خلیفۂ وقت سے بہتر اور کوئی راہنمائی نہیں کر سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے شامل حال ہوتی ہے۔'' (الفضل، 25 دسمبر 1932ء)

مزید ان کے خلیفہ کہتے ہیں:

> ''نہیں معلوم کب خدا کی طرف سے ہمیں دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا، ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔'' (خطبات محمود، ج:7، ص:212)

اس سے پہلے 14 فروری 1922ء میں تقریر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''ہم قادیانی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔''

مزید ملاحظہ ہو:

''اُس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے تمہارے راستے سے کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے۔'' (الفضل، 25 اپریل 1930ء۔ خطبات محمود، جلد:12، ص:372)

جماعت قادیان کی کشمیر سے دلچسپی کا سبب دوست محمد شاہد نے تاریخ احمدیت، جلد ششم، صفحہ: 355 تا 479 میں مرزا محمود کی روایت سے لکھا ہے کہ:

(1) ''وہاں مسیح اول دفن ہیں اور مسیح ثانی غلام احمد کے پیروؤں کی بڑی جماعت آباد ہے۔''

(2) ''وہاں تقریباً 50 ہزار قادیانی ہیں۔''

(3) ''جس ملک میں دو مسیحیوں کا دخل ہو، اس ملک کی فرمانروائی کا حق قادیانیوں کو پہنچتا ہے۔''

(4) ''مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نواب امام الدین کو گورنر بنا کر کشمیر بھیجا تھا تو ان کے ساتھ مرزا غلام احمد کے والد بطور مددگار گئے تھے۔''

(5) ''حکیم نور الدین خلیفہ اول، مرزا محمود کے استاذ اور خسر شاہی حکیم کے طور پر کشمیر میں ملازم رہے تھے۔''

ان نکات ہی کو ملحوظ رکھا جائے تو ظاہر ہے قادیانی امت کی کشمیر سے ہمدردی کسی عام انسانی مسئلہ یا عام مسلمانوں کی ہمدردی کے جذبے سے نہیں تھی، نہ آج کے منظر نامے سے، بلکہ وہ اپنے شخصی تعلق اور حزبی مفاد کے لیے پورے پاکستان اور تمام مسلمانوں کو استعمال کرنے کی کوشش میں رہے۔ یا اس کو یوں کہہ لیں قادیانی مذہبی سٹہ بازوں کا ایک ٹولہ ہے۔

تحریک ختم نبوت زندہ باد

3 مارچ 1953ء کی صبح تھی، شہر لاہور میں عملاً کرفیو نافذ تھا، مگر ختم نبوت کے پروانوں کو بھلا ان پابندیوں کی کب پرواہ تھی، پروانہ رسالت کے شیدائی جوق در جوق نکلے، ادھر قادیانیت نواز منصوبہ بندی کر چکے تھے، پس پھر کیا تھا، گولیوں کا مینہ برسنے لگا، ختم نبوت کے پروانوں کی نعشیں گرتی رہیں، اِدھر ختم نبوت کے نعرے تھے، ادھر پروانہ رسالت سینے پر گولیاں کھا رہے تھے، ادھر نعشوں کو چھانگا مانگا کے جنگلوں میں اجتماعی قبروں میں دفنا کر نعشوں کی نئی صف بچھانے کے لیے میدان تیار ہو رہا تھا، اور دیکھتے ہی دیکھتے 10 ہزار متوالوں نے ساقیِ کوثر ﷺ کی حرمت پر اپنی جانیں قربان کر دیں، خونچکاں تاریخ رقم ہوگئی، مگر کہنے والے آج بھی یہ کہتے ہیں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا ایک متنازعہ سیاسی فیصلہ تھا۔

22 مئی 1974ء کی دوپہر تھی، نشتر کالج ملتان کے 100 طلبہ شمالی علاقہ جات کی تفریح کے لیے جا رہے تھے، جب ان کی ٹرین رَبوہ پہنچی تو حسب معمول قادیانیوں نے گاڑی میں اپنا تبلیغی لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا، طلبہ نے احتجاج کیا، قادیانی گرگے غضبناک ہوگئے اور طلبہ کو مزہ چکھانے کا فیصلہ کر لیا، 29 مئی کو چناب ایکسپریس سے آتے ہوئے طلبہ پر مرزائی دہشت گردوں نے ہلہ بول دیا، نہتے طلبہ قادیانی بلوائیوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔

چناب ایکسپریس کی بوگیوں کو ٹارچر سینٹر بنا دیا گیا، طلبہ لہولہان ہو گئے، نوخیز جوانیوں کے بدنوں سے رستا خون قوم کے وجود میں اشتعال بن کر دوڑا اور پھر جہاں جہاں سے زخموں سے چور لہولہان طلبہ کی گاڑی گزرتی گئی، فتنۂ قادیانیت کے بارے قوم کا غصہ بڑھتا گیا، طلبہ کی ٹرین جس اسٹیشن پر رُکی، پورا شہر

استقبال کو اُمڈ آیا، ملک بھر میں اس واقعے کے خلاف ہڑتال ہوگئی، مظاہروں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا۔

تحریک ملک بھر کے گلی کوچوں میں چلنے لگی، پوری قوم قادیانیت کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئی، ارے کون بوڑھا، کیسا جوان، سب میدانِ عمل میں تھے، عورتیں دودھ پیتے بچوں کو گود میں اُٹھا کر سڑکوں پر آ کھڑی ہوئیں، سب کا ایک ہی مطالبہ تھا، ختم نبوت کے منکرین قادیانی غنڈوں کو اسلام سے خارج کرنے کا قانون نافذ کیا جائے، ایسی تحریک چلی کہ ولولہ انگیزی کی تاریخ رقم ہوگئی، مگر کہنے والے آج بھی یہ کہتے ہیں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا ایک متنازعہ سیاسی فیصلہ تھا۔

7 ستمبر 1974ء کی شام تھی، قومی اسمبلی کے اجلاس میں اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے حوالے سے تقریر کر رہے تھے، اس تاریخی تقریر میں ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے کہا کہ:

> ”قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ سیاسی نہیں، بلکہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے، یہ ایک قومی فیصلہ ہے، یہ پاکستان کی عوام کا فیصلہ ہے، یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے، خواہشات اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے، یہ مسئلہ 90 سال پرانا ہے، جس پر 1953ء میں وحشیانہ طور پر قابو پانے کی کوشش کی گئی، اگر اب بھی عوامی خواہشات کو کچل کر کوئی عارضی حل نکال لیا جاتا تو یہ مسئلہ دب تو جاتا مگر ختم نہ ہوتا، پاکستان اسلام کی بنیاد پر بنا ہے، پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت جس چیز کو اپنے اعتقادات کے خلاف سمجھتی ہے، اس کے حق میں فیصلہ نہ کرنا پاکستان کے تصور کو ٹھیس لگانے کے مترادف ہوگا۔
>
> قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا مذہبی فیصلہ بھی ہے اور غیر مذہبی بھی۔ مذہبی اس لحاظ سے کہ یہ فیصلہ ان مسلمانوں کو متاثر کرتا ہے جو پاکستان میں اکثریت میں ہیں اور غیر مذہبی اس لحاظ سے کہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کے جائز مطالبات پورے کرے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا حکومت کی نہیں، پاکستان کی

عوام کی کامیابی ہے۔ اگر تمام جماعتوں کی جانب سے تعاون اور مفاہمت کا جذبہ نہ
ہوتا تو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار نہیں دیا جا سکتا تھا۔"

ذوالفقار علی بھٹو کے ان واضح اعترافات کے باوجود کہنے والے آج بھی کہتے ہیں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا ایک متنازعہ سیاسی فیصلہ تھا۔

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا اگر متنازعہ سیاسی فیصلہ تھا تو اس فیصلے سے قبل پاکستان کے سینے پر مرزائیت کے خنجر کس نے گھونپے؟ قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کی ایماء پر سیٹو اور سنیٹو جیسے معاہدوں پر دستخط کر کے پاکستان کو غلامی میں کس نے دیا؟ 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں قادیانیوں کی فرقان بٹالین نے پاک فوج کو بے دست و پا کیوں کیا؟ پلاننگ کمیشن کے سابق ڈپٹی چیئرمین ایم ایم احمد قادیانی نے مشرقی پاکستان کو الگ کرنے کی سازش میں حصہ لے کر پاکستان کو دولخت کس کے کہنے پر کیا؟ نوبل انعام یافتہ قادیانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کے ایٹمی راز کیوں دیئے؟

قادیانی پاکستان کے سینے پر مونگ دل رہے تھے، پاکستان کی عوام کو یرغمال بنا کر وہ اپنے استعمارانہ ایجنڈوں کی تکمیل کے لیے اسلام کو اپنے نشانے پر رکھے ہوئے تھے، قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا ایک خالصتاً قومی، سیاسی اور مذہبی مسئلہ تھا۔ اگر دیوث طبقے کو اسلام کی صفوں سے باہر نہیں نکالا جاتا تو آج نہ جانے کتنے بنگلہ دیش بن چکے تھے۔

تاریخ گواہ ہے کہ بانی پاکستان قائداعظم مرحوم نے قادیانی گماشتے سر ظفر اللہ خان کو اہم عہدے پر فائز کرنے کی مخالفت کی تھی۔ تاریخ اس بات کی بھی شاہد ہے کہ برصغیر کے اس عظیم رہنما سے جب دورۂ کشمیر کے موقع پر قادیانیوں کی بابت دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ پاکستانی عوام کی اکثریت قادیانیوں کے اسلام کے حوالے سے مشکوک ہے اور پاکستانی عوام کی اکثریت کا فیصلہ ہی قابل قبول ہوگا۔

1953ء کے 10 ہزار شہداء نے کیا ایک متنازعہ سیاسی مسئلہ کے لیے اپنی جاں جان آفریں کے سپرد کی تھی؟ 1974ء میں ربوہ میں طلبہ کی ٹرین پر قادیانی غنڈوں کے حملے کے نتیجے میں ملک کے طول و عرض سے بچے، بوڑھے، جوان اور عورتیں کیا کسی متنازعہ سیاسی فیصلے کے لیے نکلے تھے؟ قادیانی خود اس بات کے قائل ہیں کہ پاکستان کی قانون ساز اسمبلی میں ان کے مذہب سے متعلق متفقہ فیصلہ پاکستانی عوام کی اُمنگوں

کا ترجمان ہے، گزشتہ سال 8 جولائی 2010ء کو عربی جریدے ہفت روزہ الاخبار میں قادیانی عبادت گاہ کے سربراہ شمشاد احمد صدیقی نے اپنے ایک مضمون میں لکھا کہ:

''پاکستانی حکومت اور پاکستانی عوام کی اکثریت قادیانیوں کے لیے نرم گوشہ نہیں رکھتی۔''

جب خود قادیانی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ پاکستانی عوام کی اکثریت قادیانیت کو تسلیم نہیں کرتی ہے تو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے فیصلے کو متنازعہ کہنا حماقت ہے۔ جمہوری معاشروں میں اکثریت کے فیصلے کو ریاستی تائید حاصل ہوتی ہے اور مرزائیوں کی حمایت میں پاکستان سمیت دنیا بھر کا مسلمان ایک لفظ سننے کو تیار نہیں، قادیانی کل بھی غیر مسلم تھے، قادیانی آج بھی غیر مسلم ہیں اور روئے زمین پر اگر ایک بھی محمدی زندہ ہو تو قادیانی اسے بھی اپنے مسلمان ہونے پر قائل نہیں کر سکتے۔

تحریک ختم نبوت.....زندہ باد

بھٹو مرحوم سے حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خاص بات کہی؟

پاکستان کی قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے دو مہینے میں 128 اجلاس کیے اور 96 گھنٹے نشستیں کیں، مسلمانوں کی طرف سے ملت اسلامیہ کا موقف نامی کتاب جو کہ ختم نبوت اکیڈمی لندن کی طرف سے کئی بار اشاعت کی جا چکی ہے، اسمبلی میں پیش کی گئی۔

قادیانیوں کی ربوائی اور لاہوری پارٹیوں کے سربراہوں نے اپنے اپنے موقف کی وضاحت کے لیے کتابچے پیش بھی کیے۔ ربوی قادیانی گروہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن تک 42 گھنٹے اور لاہوری پارٹی پر سات گھنٹے جرح کی گئی۔ بھٹو مرحوم قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے، اس کی وجوہات اور تفصیلات بھٹو مرحوم پر لکھے گئے کالم میں راقم نے تحریر کر دی ہیں۔

بھٹو مرحوم سے حزبِ اختلاف کے ارکان سے جو کہ مجلس عمل کے نمائندے تھے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا، کئی بار صورت حال بڑی ہی نازک نظر آئی، بھٹو مرحوم مان کے نہیں دے رہے تھے اور حکومت کی جانب سے پولیس کو چوکنا کر دیا گیا تھا، بڑے شہروں میں فوج بھی لگا دی گئی تھی، جو لوگ گرفتار تھے، وہ تو تھے، ان کے علاوہ علماء سربرآوردہ افراد کی گرفتاری کی فہرستیں تیار ہو چکی تھیں، مجلس عمل کے نمائندوں نے محسوس کیا کہ بھٹو مرحوم صاحب ٹس سے مس نہیں ہو رہے ہیں تو قائد ختم نبوت حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے رفقائے ختم نبوت کے ساتھ مجلس عمل کے نمائندے کی حیثیت سے بھٹو مرحوم صاحب مذاکرات کر رہے تھے،

بھٹو مرحوم سے فرمایا:

''ہمیں بتائیے کہ آخر ہم کیا کریں؟! آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ نہیں مانتے اور مجلس عمل والوں کے پاس جاتے ہیں تو وہ نہیں مانتے۔''

بھٹو مرحوم نے اپنے جارحانہ انداز میں جواب دیا، میں نہیں جانتا مجلس عمل کون ہوتی ہے؟ میں آپ کو جانتا ہوں۔ آپ اسمبلی کے معزز رکن ہیں، بعدازاں حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

''بھٹو صاحب! آپ کو قوم کے ایک حلقہ نے منتخب کر کے بھیجا ہے، اس لیے آپ بھی اسمبلی کے معزز رکن ہیں، میں بھی ایک حلقۂ انتخاب کا نمائندہ ہوں، اس لیے میں بھی اسمبلی کا رکن کہلاتا ہوں، مگر آنجناب کو بتانا چاہتا ہوں کہ مجلس عمل کسی ایک حلقۂ انتخاب کی نمائندہ نہیں، بلکہ وہ اس وقت پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کر رہی ہے۔ کیسی عجیب منطق ہے کہ آپ ایک حلقہ کے نمائندے کو عزت و احترام کا مقام دینے کے لیے تیار ہیں، مگر قوم کے سات کروڑ افراد کی نمائندہ مجلس عمل کو پائے حقارت سے ٹھکرا رہے ہیں؟ بہتر ہے میں ان سے جا کر کہہ دیتا ہوں کہ وزیراعظم پاکستان سات کروڑ مسلمانوں کی بات سننے کو تیار نہیں۔''

حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات کہنی تھی کہ بھٹو مرحوم نے مجلس عمل کے نمائندوں کے مجوزہ مسودے پر دستخط کر دیے، پھر اس مسودہ کو آئینی شکل دینے کے لیے پارلیمنٹ کا اجلاس طلب کیا گیا، تاریخی فیصلہ کیا گیا کہ قادیانی گروہ کو قیامِ قیامت تک کوئی مسلمان نہیں کہہ سکے گا۔

پاکستان میں قادیانیوں پر بربریت

Barbaric Persecution in Pakistan

راقم نے قادیانی چہروں کا تعارف کراتے ہوئے وہاں ایک گزارش یہ بھی پیش کی تھی کہ:

قادیانی پاکستان کے خلاف ہرزا گوئی کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

خودکو مظلوم ثابت کرنے کے لیے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کا سہارا لیتے ہیں۔

چندوں اور قادیانی خزانوں کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔

اس کے لیے ویسٹ کے انگریزی اخبارات اور بین الاقوامی نامہ نگاروں اور رائٹرز کو اپنی جماعت کی ترجمانی سونپ دی جاتی ہے۔

بس ان کا کام یہی ہے کہ بڑھا چڑھا کر ساری دنیا کو پاکستان کے خلاف اُکساتے رہو۔

https://www.rabwah.net/the-barbaric-persecution-of-ahmadis-in-pakistan//amp

جسٹس Markandey Katju کا لکھا ہوا یہ مضمون پروپیگنڈہ ماسٹر کی ویب ربوہ ٹائمز میں شائع ہوا ہے، جو پاکستان کے خلاف ایک اور نفرت انگیز مہم کا حصہ ہے۔ اس کو شیئر کر کے حکومت پاکستان تک پہنچائیں، تاکہ وہ اس کا نوٹس لے۔ اس کا اُردو ترجمہ پیش خدمت ہے، تاکہ پڑھنے والے خود دیکھ سکیں کہ قادیانیت کو کیسے کیسے پرموٹ کیا جاتا ہے، اُردو ترجمہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں:

اردو ترجمہ

پاکستان میں قادیانیوں پر بربریت

پاکستان میں قادیانیوں کی 5 ملین کی پرسکون چھوٹی سی کمیونٹی ہے (اس کی کل آبادی 200 ملین ہے) ان کو کافی عرصے سے مذہبی انتہاپسند بربریت کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے یہودیوں کے ساتھ نازی جرمنی میں برتاؤ کیا جاتا تھا۔

10 دسمبر کو ساری دنیا میں ہیومن رائٹس کا دن منایا گیا، اس موقع پر پاکستانی منسٹر شیریں مزاری نے منافقانہ Statement دیا کہ کس طرح پاکستان نے ہیومن رائٹس کی پابندی کو برقرار رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ کس طرح پاکستان حکومت یورپی مسلمانوں اور کشمیریوں کے ہیومن رائٹس Violations کے ایشو پر بین الاقوامی فورم میں مصروفِ عمل ہے، لیکن ان کی منافقت اس وقت کھلی جب انہوں نے قادیانی کمیونٹی کے ساتھ پاکستان میں جاری انتہائی خوفناک نسل کشی کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

کیا قادیانی انسان نہیں؟ اور اگر ہیں تو کیا وہ ہیومن رائٹس کے حقدار نہیں؟

1974ء میں قادیانیوں کو آئین کے تحت غیر مسلم قرار دیا گیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے آپ کو غرباء اور مظلوموں کا چیمپئن کہلوایا، یہ منافقت ہے۔ جنرل ضیاء نے 1984ء میں آرڈیننس جاری کیا، جس کے تحت قادیانیوں کو مسلمان ظاہر کرنا، اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنا یا قادیانیوں کو اذان کہنا جرم قرار دیا گیا۔ قرآنی آیات پڑھنا اور سلام کرنا منع کیا گیا۔

قادیانیوں کے ساتھ ناروا سلوک پاکستان کے قیام کے فوراً بعد ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ 1953ء اور 1974ء میں سینکڑوں قادیانیوں کا قتل عام ہوا، جو جنرل ضیاء کے دور میں مزید شدت اختیار کر گیا۔ کئی قتل عام ہوئے۔ 2010ء میں ان کی عبادت گاہ پر لاہور میں حملہ ہوا، سینکڑوں مارے گئے۔

حقیقت میں قادیانیوں کی سنگساری بھی کئی دہائیوں سے چلی آ رہی ہے اور ہر سال ہوتا ہے، اس میں پولیس ساتھ دیتی ہے یا تماشہ دیکھتی ہے۔ وہ بربریت کا شکار ہوتے ہیں، ان کی عبادت گاہیں جلائی جاتی ہیں یا تباہ کی جاتی ہیں، بچے ہراساں کیے جاتے ہیں، طالب علم ظلم کا نشانہ بنتے ہیں اور مختلف طریقوں سے

شرمندگی کا نشانہ بنایا جاتا ہے، مثال کے طور پر ان کو پاسپورٹ کے لیے یہ کہلوایا جاتا ہے کہ مرزا غلام ان کا بانی جماعت جھوٹا تھا اور وہ غیر مسلم ہیں۔

ان کا جرم کیا ہے؟ یہ کہ وہ حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے؟ جبکہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔

میں اس سوال میں نہیں جانا چاہتا کہ قادیانی محمد ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں یا نہیں؟ لیکن سمجھتا ہوں کہ وہ نہیں مانتے اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ مرزا حقیقت میں دوسرا نبی تھا، تو کیا وہ دوسروں کے سر کاٹ رہے ہیں؟ کیا وہ دوسروں کی ٹانگیں کاٹ رہے ہیں؟ ہر ایک آزاد ہونا چاہیے کہ وہ یقین کرے جو وہ چاہے۔
یہی بانی پاکستان نے اپنی تقریر میں 11 اگست 1947ء کو کہا تھا۔ اور ان کو کیوں یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مسلمان کہلائے جا سکیں یا اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہیں؟ اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو کیا وہ کسی کا سر قلم کر رہے ہیں یا کسی کی ٹانگیں کاٹ رہے ہیں؟

اگر دوسرے مسلمان قادیانیوں کو پسند نہیں کرتے تو ان سے تعلق نہ رکھیں، ان کی عبادت گاہ میں نہ جائیں، لیکن قادیانیوں کے ساتھ ظلم، زیادتی کا ناروا سلوک کیوں کرتے ہیں؟

میرے خیال سے یہ ناروا سلوک اور غنڈہ گردی اور بربریت ہے۔

حالیہ وزیر اعظم پاکستان عمران خان جو لبرل اور ماڈرن بنتے ہیں، آکسفورڈ کے تعلیم یافتہ ہیں، انہوں نے اپنے الیکشن کمپین میں ووٹ حاصل کرنے کے لیے متعصب مذہبی لیڈرز مثلاً تحریک لبیک کے ساتھ گٹھ جوڑ کیا اور قادیانیوں کے خلاف بولا۔

انہوں نے ایک پی ٹی آئی ٹکٹ عامر لیاقت کو دیا جنہوں نے ایک ٹی وی پروگرام میں قادیانیوں کے خلاف زہر اُگلا، جس کے نتیجے میں کئی مارے بھی گئے اور جیسے ہی عمران خان وزیر اعظم بنا ایک قادیانی عبادت گاہ جلائی گئی۔ عاطف میاں کو ایڈوائزری کونسل سے ہٹایا گیا، صرف اس لیے کہ وہ قادیانی تھے۔

قادیانیوں نے پاکستان میں بہترین اور بے مثال کردار ادا کیا ہے۔ UN جنرل اسمبلی کا پہلا صدر سردار ظفر اللہ خان قادیانی تھا اور اسی طرح ڈاکٹر عبدالسلام نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کی قبر کی بے حرمتی کی گئی، کیونکہ اس پر قرآنی آیات لکھی گئی تھی۔

میرے خیال میں اب یو این UN کو مداخلت کرنی چاہیے، جیسے اس نے بوسنیا میں کی ہے، تاکہ آئندہ ہونے والے قادیانیوں کو ہولوکاسٹ سے بچایا جا سکے، جیسا کہ یہودیوں کے ساتھ نازی جرمنی میں ہوا۔

مذکورہ بالا مضمون قادیانیت نوازی اور پاکستان میں ان کی راہیں ہموار کرنے کے حوالہ سے کسی تبصرہ کا محتاج نہیں۔

قادیانی خلیفہ مرزا مسرور اور ڈسٹرکٹ جیل

(عوام کی نظروں سے اوجھل ایک اور تاریخی حقیقت)

راقم کے استاذ سفیرِ ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے لندن سفر کے دوران تفصیلات سے آگاہ کیا تھا۔ تفصیل کے بغیر قارئین کی خدمت میں نہایت مختصر روئیداد پیش خدمت ہے:

تیس اپریل 1999ء مرزا غلام قادیانی کا پڑپوتا مرزا مسرور احمد ہتھکڑیوں میں دیکھا گیا۔ ان کی یہ ذلت و رسوائی کا واقعہ پنجاب اسمبلی کے ''ربوہ'' نام کی تبدیلی کے تاریخی فیصلہ کے بعد رونما ہوا۔

''چناب نگر'' نام کا نوٹیفکیشن فروری 1999ء کو جاری کیا گیا۔ جب اس نئے نوٹیفکیشن کے مطابق ربوہ کی تمام سرکاری عمارات تھانہ، تحصیل، بلدیہ اور تعلیمی اداروں پر جناب نگر لکھا گیا تو قادیانیوں نے اس پر سیاہی ملنا شروع کر دی۔ بعد ازاں اس حرکت پر پرچہ کرایا گیا۔

چناب نگر کے نام کی تختی کی نقاب کشائی 26 فروری 1999ء جمعہ کے دن ہوئی۔ مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا اللہ وسایا صاحب، مولانا عطاء المؤمن صاحب و حضرت مولانا عطاء المہیمن شاہ بخاری صاحب، شیخ عبدالحفیظ مکی رحمۃ اللہ علیہ، ڈپٹی اسپیکر جناب سردار حسن اختر موکل سمیت ہزاروں آدمی شریک ہوئے۔ ایک جم غفیر کی موجودگی میں جمعہ کی نماز کے بعد فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحفیظ مکی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر نے یادگار تختی کی نقاب کشائی کی۔ مبارکبادیں اور خراجِ تحسین پیش کیے گئے۔ علماء کرام نے خطاب کیے۔

خطاب میں مولانا منظور احمد چنیوٹی ؒ نے فرمایا کہ قادیانیوں نے مختلف جگہوں پر ''چناب نگر'' نام پر سیاہی پھیری ہے، لیکن اب اس یادگار تختی پر قرآنی آیات درج ہیں، اس کو نقصان پہنچایا گیا یا بے حرمتی کی گئی تو اس کا مجرم قائم مقام قادیانی امیر مرزا مسرور احمد اور صدر مجلس عمومی کرنل ایاز محمود قادیانی ہوگا اور انہیں کے لیے پرچہ کرایا جائے گا۔

مرزا مسرور کو عدالت میں ہی ہتھکڑیاں پہنادی گئیں

3 اور 4 مارچ کی درمیانی رات کو تختی توڑنے کی کوشش کی گئی اور سیاہی مل گئی۔ ڈی ایس پی کو اُن کے خلاف پرچے کی درخواست بھیج دی گئی۔ دفعہ 298c کے تحت پرچہ کرایا گیا، کیونکہ آیات کی توہین کی گئی تھی۔ انتظامیہ کی ٹال مٹول پر تنبیہ کی گئی کہ اگر پرچہ اگلے جمعہ تک نہ کرایا گیا تو آیات پر سیاہی کے جرم میں چنیوٹ سے تحریک شروع کی جائے گی۔ اس سے عوام میں جوش و خروش بڑھا اور اس تنبیہ پر ڈی ایس پی نے پرچے کا آرڈر دے دیا۔ 14 مارچ کو باقاعدہ مرزا مسرور، کرنل ایاز اور دیگر ملزموں کے خلاف پرچہ درج کر دیا گیا۔

پرچہ درج ہونے کے بعد قادیانی قبل از گرفتاری ضمانت کی تگ و دو میں لگ گئے۔ چناب نگر ایس ایچ او اور جج صاحبان کو بلینک چیک اور دوسرے لالچ دیئے، لیکن انہوں نے ایمان کا سودا نہ کیا اور مرزا مسرور، کرنل ایاز و دیگر دو افراد کو عدالت میں ہی ہتھکڑیاں پہنادی گئیں۔

تھانہ چناب نگر کے باہر خیمے نصب ہوگئے، ویڈیوز بننے لگیں۔ قادیانیوں پر قیامت ٹوٹ پڑی اور مسلمانوں کے گھروں میں جشن کا سماں تھا۔ بی بی سی نے آٹھ منٹ کی رپورٹ اور قادیانیوں کی گرفتاری کی خبر نمایاں طور پر نشر کی۔

وزیر اعلیٰ شہباز شریف اور مرزا مسرور قادیانی

ضمانت کی درخواست مسترد کیے جانے پر ایک طرف قادیانیوں نے عدالتِ عالیہ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور دوسری طرف مغربی ممالک سے پریشر ڈلوایا۔ مرزا مسرور 10 دن جیل کی ہوا کھانے کے بعد اچانک اس

کو رہا کر دیا گیا۔کوئی بھولے نہ بھولے ہم کبھی نہیں بھولتے۔غیر قانونی طور پر عدالت کے نوٹس کے اجراء اور ریکارڈ طلب کیے بغیر ناموروزیراعلیٰ شہباز شریف کی ھدایت پرضمانت کر دی گئی۔

قادیانیوں نے جج تبدیل کرادیا،لیکن نئے جج نے بھی ان کی رہائی غیر قانونی قرار دے دی اور گرفتاری کا حکم جاری کر دیا۔**فالحمد للّٰہ علیٰ ذلک!**

مرزا قادیانی کی سوسالہ تاریخ کا یہ پہلا واقعہ تھا جب مرزا کے خاندان کے کسی فرد کو حوالۂ زنداں کیا گیا۔ایک وقت تھا کہ جب مرزا قادیانی کے باپ کو سامراج کے دربار میں کرسی ملتی تھی۔مرزا کو محض جھوٹا کہنے والے کو کئی کئی ماہ قید میں گزارنے پڑتے اوراب اسی مرزا کی ذریت کو اللہ کی مہربانی اور مسلمانوں کی دعاؤں سے جیل،ملزموں کے کٹہرے اور ہتھکڑیوں میں دیکھا گیا۔

پاکستان میں قادیان الیکشن ڈرامہ

راقم کے دوست واحباب یہ سوال کثرت سے کررہے ہیں کہ حالیہ الیکشن کے سلسلے میں (2018ء) کہ پاکستان میں قادیانی الیکشن میں حصہ کیوں نہیں لیتے؟ قادیانیوں کا الیکشن سے لاتعلقی اعلان' حقیقت میں قادیانی سربراہان کا قادیانیوں کی طرف سے اپنی تعداد کے حوالے سے بولے گئے جھوٹ پر پردہ ڈالنا ہے، کیوں کہ اگر الیکشن میں حصہ لیتے ہیں،تو پاکستان میں ان کی اصل تعداد کا پول کھلنے کا خدشہ ہے۔دوسری وجہ بالکل ظاہروباہر ہے کہ قادیانی پاکستان میں کسی ایسے نظامِ حکومت کوکسی صورت تسلیم کرنے کوتیارنہیں جس میں حقیقی عوامی نمائندگی کا تصور ہو۔ظفراللہ خان قادیانی ایم ایم احمد کی دو واضح مثالیں قارئین کے سامنے موجود ہیں۔

قادیانی گروہ 125 سال بعد بھی اپنی شناخت سے محروم ہے

ایک گروہ جو کہ اس وقت پوری دنیا میں اپنے مذہب کو اسلام متعارف کرا رہا ہے، کیا آپ واقعی جانتے ہیں کہ اسلام کو دنیا میں آئے 125 سال ہوئے ہیں، برطانوی اخبارات میں با قاعدہ اسلام کی تکمیل کے 125 سالوں کی خوشی میں اشتہارات بھی شائع ہوئے ہیں۔ اگرچہ آپ میری اس بات کو شاید مخبوط الحواسی قرار دیں، مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ اس مذہب کو 125 سال ہوگئے، تاہم اس اشتہار والے اسلام کا تعلق میرے اور آپ کے اسلام سے نہیں ہے، یہ نئی طرز کا اشتہار والا نام نہاد اسلام واقعی 125 سال پہلے قادیان سے پھیلا اور آج 125 سال بعد برطانوی اخبارات میں اشتہارات شائع کرا کر گویا 1435 سال سے رائج دین اسلام سے اپنی علیحدگی کو ثابت کر رہا ہے۔ اس نومولود مذہب کے بارے میں اگر کوئی اور انگلی اٹھائے تو اس کے ماننے والے برافروختہ ہو جاتے ہیں، اب خود اس مذہب کے پیروکاروں نے اشتہار شائع کرا کر اصل اسلام سے اپنی تاریخ الگ کر لی ہے۔

مگر مسئلہ صرف اتنا نہیں ہے، جماعت قادیان نے اپنے 125 سال کی تکمیل کی خوشی میں جو اشتہار شائع کرائے، اس میں نہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی کے نام کے ساتھ وہ الفاظ استعمال کیے جو مسلمان نبی آخر الزماں ﷺ کے نام کے ساتھ استعمال کرتے ہیں، آگے لگاتے ہیں، بلکہ دھڑلے سے اسلام کا نام بھی استعمال کیا۔ وہ یہ وضاحت کرنا بھول گئے کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی 125 سال کے ان کے نام نہاد

اسلام کا نبی ہے تو پھر دنیا میں 1435 سال سے کون لوگ عرب وعجم سے لے کر یورپ اور افریقہ تک اسلام کے نام لیوا بنے بیٹھے ہیں؟۔

جماعت قادیان آج 125 سال بعد بھی اپنی شناخت سے محروم ہے، ان کی کوئی منزل ہے اور نہ ہی کوئی شناخت اور اسی لیے یہ اسلام کا نام استعمال کر کے ایک عالم گیر مذہب کی شناخت چوری کرنے کے درپے ہیں۔ اسلام کا نام چوری کرنے کی کوشش اس بھونڈے طریقے سے کی گئی ہے کہ برطانوی اخبارات میں جماعت قادیان کے 125 سال مکمل ہونے پر جہاں ایک جانب منکرین ختم نبوت نے خود کو اسلام کا نام لیوا ظاہر کیا ہے، وہیں اسلام کی عمر اتنی گھٹا دی ہے کہ تاریخ دان بھی ہکا بکا رہ گئے ہیں۔ اسلام کو 125 سال مکمل ہو گئے، برطانوی اخبارات میں اس اشتہار کو دیکھ کر یقیناً جہاں بہت سے اہل دل تلملا اٹھے ہوں گے، وہیں بہت سے اہلِ ذوق مسکرانے پر بھی مجبور ہو گئے۔ 125 سال پہلے ہندوستان میں راجے تھے، مہاراجے تھے اور انگریز سرکار تھی، اس دور میں نہ تو وہ صحابہؓ تھے، جن کے تذکرے پڑھ کر اہل ایمان اپنے یقین کو محکم کرتے ہیں اور نہ ہی نبی آخرالزماں ﷺ جو وجہِ تخلیق کائنات ہیں۔ 125 سال پہلے ہندوستان میں ایک نامعلوم آدمی تھا، جس نے ایک الگ مذہب کی بنیاد رکھی، خود نبی بن بیٹھا۔ مذہب کی بنیاد تو اس نے رکھ لی، مگر تاریخ کہاں سے لائے؟ اس نے اسلام کے نام کو استعمال کیا اور آج 125 سال بعد بھی اس کے نام لیوا یہی کر رہے ہیں۔

1435 سال پہلے جس دین محمدی کا آغاز ہوا، اس کے پاس ایک شان دار تاریخ ہے، فتوحات کا بہترین تذکرہ ہے، سیرت ہے تو علم کے بھی ذخیرے ہیں، تہذیب ہے تو زندگی کے سب نمونے ہیں، مگر ان سب پر کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کا حق ہرگز نہیں ہے۔ برطانیہ کے اخبارات میں اشتہارات شائع کرا کر کوئی اس شان دار تہذیب اور تاریخ کا وارث نہیں بن سکتا۔ اسلام کا نام چوری کرنا آسان نہیں۔ قادیانیوں کی کوشش ہے کہ وہ یورپ کے لوگوں کو باور کرائیں کہ وہ اصل مسلمان ہیں۔ اس مقصد کے لیے اگرچہ انہوں نے بہت بھونڈی کوشش کی ہے اور کوئی بھی ذی عقل ان کے حواس باختہ عمل کو حق نہیں سمجھ سکتا، تاہم اس کوشش میں مرزا غلام احمد کے نام کے ساتھ قادیانیوں نے نبی آخرالزماں ﷺ کے نام کے ساتھ استعمال ہونے والے مقدس الفاظ لگا کر مسلمانوں کے جذبات کو ضرور برانگیختہ کیا ہے۔ جماعت قادیان نے یہ حرکت کر کے

دنیا بھر کے مسلمانوں کا دل دکھایا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان قادیانیوں کی چال بازیوں کو سمجھیں۔مسلمانانِ عالم اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ جس مذہب پر وہ عمل کررہے ہیں اگر اس کی شناخت ہی چوری ہوگئی تو کوتاہی کی ساری ذمہ داری ہم پر ہوگی۔قادیانی خود کو اہل یورپ کے سامنے مسلمان ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں،اس مقصد کے لیے وہ کثیر سرمایہ خرچ کررہے ہیں،ان کی کوششوں کے آگے بند باندھنا اسلامیانِ عالم کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔

قادیانیوں کو مظلوم بنا کر پیش کیا جا رہا ہے

حکومت قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند کرے

(انٹرویو)

گزشتہ دنوں ہفت روزہ تکبیر کراچی کے نمائندے جناب احمد خان نے تحریک ختم نبوت یورپ کے رہنماء اور مرکزی امیر ختم نبوت اکیڈمی مولانا سہیل باوا صاحب سے خصوصی انٹرویو کیا، جو قارئین کی نذر ہے۔ (ادارہ)

سوالات و جوابات

سوال:

جماعت احمدیہ کے مراکز پر حملے کو ایک منظّم سازش قرار دیا جا رہا ہے، آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب

دیکھیں! یہ ایک منظّم سازش ہے جس کا مقصد پاکستان کو عالمی سطح پر بدنام کرنا ہے اور دنیا بھر میں یہ بات عام کرنی ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق محفوظ نہیں ہیں۔ اس کے پس پردہ وہی لوگ ملوث ہیں،

جو قادیانیوں کو عالمی سطح پر ہمدردیاں دلوا رہے ہیں، اس میں وہ لوگ بھی شامل ہو گئے ہیں جو خود کو ترقی پسند سیکولر اور لبرل قرار دیتے ہیں اور یہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ پاکستان میں اقلیتیں محفوظ نہیں ہیں، حالانکہ اس میں صداقت نہیں ہے۔

سوال:

جماعت احمدیہ کے سربراہ نے حال ہی میں کہا کہ پاکستان بنانے میں سب سے زیادہ کردار قادیانیوں کا ہے، مگر انہیں حقوق نہیں مل رہے؟

جواب

اس دعوے کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے، انہوں نے پاکستان کو کبھی دل سے تسلیم نہیں کیا ہے۔ موجودہ دور میں بھی قادیانی 1947ء والے الہام کی روشنی میں اپنے مذہبی عقیدے کی تکمیل کے لیے کوشاں ہیں۔ یہ پاکستان میں ثقافت کے نام پر دین سے بیزاری کا ماحول پیدا کرنا، مذہبی منافرت کو عام کرنا، لسانی عصبیتوں کو ہوا دے کر پاکستان میں صوبائی تعصب پیدا کرنا، ماڈرن ازم اور وسیع النظری کی آڑ میں مذہب کا مذاق اُڑانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

انہوں نے پاکستان کو کس حد تک تسلیم کیا ہے؟ اس کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ انہوں نے آج تک جتنے مردے دفن کیے ہیں سب امانتاً رکھے ہیں، تاکہ اکھنڈ بھارت جیسا خوفناک خواب شرمندۂ تعبیر ہونے کی صورت میں انہیں قادیان دفن کیا جا سکے اور ان تمام قبروں پر اس قسم کی عبارت کے کتبے آج بھی درج ہیں۔ یہ وصیت گاندھی کے قاتلوں سے ملتی ہے، کیوں کہ انہوں نے بھی وصیت کی تھی کہ ہماری راکھ کو اکھنڈ بھارت بننے کے بعد دریائے سندھ میں بہایا جائے۔

سوال

مگر آج تک جماعت احمدیہ کی جانب سے پاکستان کے خلاف کبھی کوئی بات آن دی ریکارڈ سامنے نہیں آ سکی؟

جواب

نہیں ایسا نہیں ہے۔قادیانی میڈیا پر بار بار یہ بات دہرائی جارہی ہے کہ پاکستان میں امن اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک توہین رسالت (ﷺ) کا قانون ختم نہیں کیا جائے گا۔ جب آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور صدر صاحب نے بھی اس کی توثیق فرمادی تو مرزا ناصر احمد قادیانی بڑا سیخ پا ہوا، اور پمفلٹ بعنوان''امام جماعت احمدیہ کا آزاد کشمیر کی قرارداد پر تبصرہ'' شائع کر کے اپنے غیظ وغضب کا اظہار کیا۔اس کتابچہ میں اس نے نہ صرف آزاد کشمیر اسمبلی کے ارکان پر غصہ اتارا، بلکہ حکومت پاکستان کو بھی دھمکیاں دیں۔

اس میں مرزا ناصر نے اپنے دادا آنجہانی مرزا قادیانی کی زبان میں پیش گوئی بھی رقم فرمائی اور کہا کہ اس قسم کے فساد(قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے) کے نتیجہ میں پاکستان قائم نہیں رہے گا، لیکن یہ مرزا ناصر کی خام خیالی تھی اور آج بھی قادیانی جماعت خوش فہمی کا شکار ہے۔ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔اللہ کے فضل وکرم سے پاکستان آج بھی قائم ودائم ہے اوران شاءاللہ ہمیشہ قائم رہے گا۔

سوال

لاہور میں ہونے والے افسوسناک واقعہ کے بعد مغربی دنیا بالخصوص برطانیہ میں اس کا کیا ردعمل سامنے آیا؟

جواب

دیکھیں! یہاں کی حکومت تو ایسے معاملات میں محتاط ردِّعمل ہی ظاہر کرتی ہے۔ہم نے اس واقعہ کی بھرپور مذمت کی ہے،لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے خود مجھے ذاتی طور لندن دفترختم نبوت میں کئی فون کالز موصول ہوئیں جس میں نام بتائے بغیر دھمکی دی گئی کہ تم لوگوں نے مسیح موعود کا انکار کرنے کی وجہ سے اپنے اوپر عذاب مسلط کرلیا ہے۔اب دیکھو! تم اور تمہارے ملاؤں کا پاکستان میں کیا حشر ہونے والا ہے،اوراس کے

بعد علامتی طور ایک کفن کا تھان بھی موصول ہوا میرے نام پر۔ اپنی فرضی مظلومیت کا جھوٹا پروپیگنڈہ کرنا بھی قادیانیوں کی ایک خاص عادت ہے۔ جو لوگ قادیان میں ایک فرضی محمد رسول اللہ کھڑا کرنے سے نہیں شرماتے، ان کو خلافِ واقعہ غلط پروپیگنڈہ کرنے سے کیا عار ہو سکتی ہے؟

سوال

پاکستان کے آئین میں اقلیتوں کو جو حقوق دیے گئے ہیں وہ حقوق تو قادیانیوں کا حق ہیں، انہیں اپنے عقیدے کا پرچار کرنے کا حق تو حاصل ہے نا؟

جواب

جی! جو حق قانون اور آئین میں ہے، اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ ان کی تقریروں کی کیسٹیں پاکستان میں درآمد کی جاتی ہیں، اور قادیانی حلقوں میں کھلے بندوں تقسیم کی جاتی ہیں، باوجود اس کے اس میں پاکستان اور ملک کی مذہبی قیادت حتیٰ کہ پاکستان کے آئین، قانون ساز اسمبلی سے متعلق ایسے الزامات ہوتے ہیں کہ جو ملک سے، آئین سے غداری اور مذہبی منافرت پھیلانے کے سبب بن سکتے ہیں، مگر حکومت کی طرف سے ان کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا، اور نہ پاکستان کے نفرت وبغاوت پھیلانے کے جرم میں کسی قادیانی سے باز پرس کی گئی ہے، بلکہ اس کے برعکس قادیانی اونچے اونچے مناصب پر بدستور براجمان ہیں۔ جہاں کوئی بڑا افسر قادیانی ہے، وہ اپنے مذہب کے افراد کے ساتھ ترجیحی سلوک کرتا ہے۔

یقین کیجیے! مسلمان ان کے ہاتھوں حیران و پریشان ہیں، پاکستان کے سائنسی مراکز میں، جو پاکستان کے لیے شہ رگ کی حیثیت رکھتے ہیں وہاں قادیانیوں کی کھیپ کی کھیپ موجود ہے۔ میں صحافی برادری سے درخواست کرتا ہوں کہ پورے ملک کی ملازمتوں کا آپ لوگ سروے کر لیں، معلوم ہو جائے گا کہ قادیانی ہر جگہ اور اہم عہدوں پر مسلط ہیں، اور اپنے کوٹے سے سو گنا زیادہ حصے پر قابض ہیں۔ یہ ہے قادیانیوں کی وہ مظلومیت جس کا ڈھنڈورا آج کل امریکہ اور برطانیہ میں کر رہے ہیں۔

سوال

پاکستان میں کام کرنے والی انسانی حقوق کی تنظیمیں اور کئی لکھنے والے آپ کی اس رائے سے اتفاق نہیں کرتے؟

جواب

دیکھیں! یہ ایک حقیقت ہے آج میڈیا آزاد ہے، وہ پوری طرح چھان بین کرلے، ہر بات سامنے آجائے گی۔ بدقسمتی سے پاکستان میں موجود ایک لابی جو خود کو ترقی پسند اور سیکولر قرار دیتی ہے وہ اسلام کے خلاف ہونے والے ہر عمل کی حمایت اپنا بنیادی حق تصور کرتے ہیں۔ قادیانی جماعت پاکستان کے خلاف ملحد اور لادین طاقتوں سے گٹھ جوڑ کر رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں ملحد اور کمیونسٹ قسم کے لوگ قادیانیوں کی حمایت میں بیانات جاری کر رہے ہیں۔

سوال

یہ قادیانیوں کی اندرونی کیفیت کا کل نقشہ میں نے آپ سے بیان کیا ہے، لیکن ہم حکومت سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ قادیانیوں کو پاکستان کے خلاف زہر اُگلنے اور دھمکیاں دینے کے باوجود کس طرح لائق اعتماد سمجھا جا سکتا ہے؟ اور قادیانیوں کو پاکستان میں پہلی بار دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ جماعت احمدیہ نے اس حوالے سے اپنا مقدمہ مغربی دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ کیا یہ پاکستان پر دباؤ ڈلوانے کا سبب نہیں بنے گا؟

جواب

لاہور میں دہشت گردی کی جو واردات ہوئی اس کے پیچھے بھی بعض ایسے عناصر کارفرما دکھائی دیتے ہیں جو قادیانیوں کو مظلوم ثابت کر کے اسلامیانِ پاکستان کے خلاف بھیانک سازش کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں۔ قادیانی اہل مغرب کے سامنے اپنی مظلومیت کا رونا رو کر غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی آئینی ترمیم کو ختم

کرانے کی بھیک مانگنے کی کوشش میں ہے۔ مرزائی حضرات بیک وقت کئی کھیل کھیلتے ہیں، ایک طرف مذہب اور اس کی تبلیغ کی آڑ لے کر ایک خالص مذہبی جماعت ہونے کے دعویدار ہوتے ہیں، دوسری طرف ان کے سیاسی عزائم اور منصوبے نہایت شدت سے اور منظّم طریقے سے جاری رہتے ہیں۔

اور اگر کہیں مسلمانوں کی اکثریت ان کے سیاسی مشاغل اور ارادوں کا محاسبہ کرے تو ایک مظلوم مذہبی اقلیت کا رونا رو کر عالمی ضمیر کو معاونت کے لیے پکارتے ہیں۔ حالیہ واقعات میں لندن اور امریکہ میں بیٹھ کر قادیانی جماعت کا واویلا اور اس کے جواب میں مغربی دنیا کی چیخ وپکار اسی تکنیک کی واضح مثال ہے۔ مذہب اور سیاست کے اس دوطرفہ ناٹک میں اصل حقیقت نگاہوں سے مستور ہو جاتی ہے اور حقائق سے بے خبر دنیا سمجھتی ہے کہ واقعی پاکستان کے مذہبی جنونی ایک بے ضرر چھوٹی سی اقلیت کو کچلنا چاہتے ہیں، لیکن واقعات اور حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں۔

سوال

جماعت احمدیہ کی جانب سے مرزا مسرور احمد نے جو پالیسی بیان دیا ہے، اس میں اس واقعہ کی ذمہ داری ختم نبوت اور علماء پر ڈالی ہے۔ آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب

یہ سراسر لغو بیان ہے، اس واقعہ میں رنگے ہاتھوں گرفتار ہونے والے دہشت گرد حکومت کے پاس ہیں۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ جو دہشت گرد ہیں اور جو اُن کے ماسٹر مائنڈ ہیں، انہیں دنیا کے سامنے لائے، تاکہ یہ بات واضح ہو سکے کہ اس کے پس پردہ کون لوگ ہیں؟ تاریخ گواہ ہے کہ ہم نے کبھی تشدد کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ برصغیر میں تحفظ ختم نبوت کی پوری جدجہد میں کوئی مثال ایسی نہیں ملتی جب ختم نبوت کے کارکنوں اور رہنماؤں نے قتل وغارت اور تشدد کا راستہ اختیار کرنے کی کوشش کی ہو یا عندیہ دیا ہو۔ یہی وجہ ہے 1974ء میں آئینی جدوجہد کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا گیا اور قادیانیوں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا۔

سوال

لاہور کے واقعہ کو کیا فرقہ وارانہ قرار دیا جاسکتا ہے؟

جواب

نہیں قادیانیوں کا مسلمانوں کے کسی فرقے سے کوئی تعلق نہیں۔ قادیانی خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں، ان کا اور مسلمانوں کا مذہب ایک نہیں ہے، الہٰذا اسے فرقہ وارانہ واقعہ کسی صورت نہیں قرار دیا جاسکتا۔

سوال

پاکستان کی جماعت احمدیہ کے ذمہ داروں نے خود کو میڈیا پر قادیانی مسلمان قرار دیا، جبکہ پاکستان کے آئین کی رو سے قادیانی غیر مسلم ہیں۔ آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب

جنرل محمد ضیا الحق مرحوم نے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور قادیانیوں کی خلافِ اسلام سرگرمیوں کو روکنے کے لیے اور قانون میں ترمیم کے لیے ایک آرڈی نینس بنام قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیاں (امتناع تعزیرات) 1984ء نافذ کیا تھا۔ یہ آرڈی ننس 26 اپریل 1984ء کو نافذ کیا گیا تھا۔

تعزیرات پاکستان میں دفعہ 298 بی کے تحت قادیانی گروپ، لاہوری گروپ کے کسی بھی ایسے شخص کو جو زبانی یا تحریری طور پر یا کسی فعل کے ذریعے مرزا غلام احمد کے جانشینوں یا ساتھیوں کو امیر المومنین یا صحابہ یا اس کی بیوی کو ام المومنین یا اس کے خاندان کے افراد کو اہل بیت کے الفاظ سے پکارے یا اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہے، تین سال کی سزا اور جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔

اس دفعہ کی رو سے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ یا قادیانیوں کے ہر اس شخص کی بھی یہی سزا ہوگی جو اپنے ہم مذہب افراد کو عبادت کے لیے جمع کرنے یا بلانے کے لیے اُس طرح کی اذان کہے یا اُس

طرح کی اذان دے جس طرح کے مسلمان دیتے ہیں۔

اسی طرح دفعہ 298-سی کا تعزیرات پاکستان کی رو سے دونوں گروپوں میں سے ہر ایسا شخص جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اور اپنے عقیدہ کو اسلام کہے یا اپنے عقیدے کی تبلیغ کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی انداز میں مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرے، اس سزا کا مستحق ہوگا۔ اور اسی آرڈی نینس نے قانون فوجداری 1898ء کی دفعہ 99-اے میں بھی ترمیم کردی ہے، جس کی رو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے اخبار، کتاب اور دیگر دستاویز کو جو کہ تعزیرات پاکستان میں اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شائع کی گئی، کو ضبط کرسکتی ہے۔

اسی آرڈی نینس کے تحت پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈی نینس 1963ء کی دفعہ 24 میں بھی ترمیم کردی گئی ہے، جس کی رو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے پریس کو بند کردے جو تعزیرات پاکستان کی اس نئی اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی کتاب یا اخبار چھاپتا ہے۔ اس اخبار کا ڈیکلریشن منسوخ کردے جو دفعہ کی خلاف ورزی کرتا ہے اور ہر اس کتاب یا اخبار پر قبضہ کرلے جس کی چھپائی یا اشاعت پر اس دفعہ کی رو سے پابندی ہے۔

اب اس کے بعد قادیانی جماعت اور قادیانیوں کی آئینی حیثیت واضح ہوجاتی ہے، یہ کسی طرح بھی مسلمان ہیں، نہ مسلمانوں کے کسی گروہ فرقے سے ہیں، لہٰذا ان کی جانب سے خود کو قادیانی مسلمان قرار دینا آئین پاکستان سے انحراف اور شریعت مطہرہ کی توہین ہے۔

سوال

ختم نبوت تحریک کی جانب سے لاہور کے واقعہ کی مذمت کی گئی ہے، تاہم جماعت احمدیہ کی جانب سے اس پر انتہائی کڑی تنقید سامنے آئی اور یہ کہا جارہا ہے کہ حکومت پر دباؤ ڈالا جارہا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں پر عائد غیر اعلانیہ پابندی ختم کرے۔ آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب

اگر حکومت نے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس میں تبدیلی کی تو حکومت نہیں رہے گی، ملک بھر کے عوام ایسے حکمرانوں کو برداشت نہیں کریں گے کہ جو توہین رسالت کے مرتکب افراد کو مسلمان قرار دیں۔ ہم سمجھتے ہیں حکومت اس حوالے سے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائے گی۔

سوال

پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے؟ ایسے میں کیا مزید کسی قانون کی ضرورت ہے؟

جواب

قادیانی ایک طرف اقلیتی حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں اور دوسری طرف اپنے آپ کو اقلیت تسلیم نہیں کرتے۔ پاکستان میں اقلیتوں کو جو حقوق حاصل ہیں وہ آج کے دور میں مہذب کہلانے والے ممالک سے کسی طور پر کم نہیں۔ تمام اقلیتوں کو ہر قسم کے شہری حقوق حاصل ہیں۔ میں صرف صدرِ مملکت جناب آصف علی زرداری صاحب اور وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ جو عناصر قادیانیوں کو مظلوم ثابت کرنے کی بھونڈی کوشش کر رہے ہیں، یہی لوگ ملک کے دیگر شہروں میں بھی حملے کرا سکتے ہیں، لہٰذا حکومتِ پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ تمام اقلیتوں کی عبادت گاہوں کے حوالے سے سیکورٹی کا مناسب بندوبست کیا جائے، تاکہ اہلِ مغرب کے سامنے اُن کو مظلوم بننے کا موقع نہ مل سکے اور نہ ہی غیر ملکی مداخلت وسازش کامیاب ہو سکے۔ قادیانی آئین میں دی گئی اپنی حقیقت کو ماننے سے انکاری ہیں اور سپریم کورٹ کے فیصلے کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اس صورت حال میں حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے، تاکہ ملک بھر میں کہیں بھی لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پیدا نہ ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قانون پر عملدرآمد ہی اصل قانون ہے۔

سوال

برطانیہ سمیت سارے یورپ میں قادیانی خود کو قادیانی مسلمان قرار دیتے ہیں اور مغربی حکومتیں اور ادارے بھی انہیں مسلمان تسلیم کرتے ہیں۔ تحریک ختم نبوت نے اس حوالے سے کیا اقدامات کیے ہیں؟

جواب

مغربی حکومتیں اس بات سے واقف ہیں کہ پوری دنیا کے مسلمان ان کو غیر مسلم اقلیت سمجھتے ہیں، حتیٰ مسلمان قادیانیوں کو مسلم قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ ابھی حال ہی میں برطانیہ میں مسلمان علماء، سیاسی، مذہبی، اور مختلف مکاتب وفکر نے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے پر دستخط کیے اور یہاں کی انتظامیہ کو آگاہ کیا ہے اور ہم پاکستان کی طرح پرامن طریقے پر اپنی جدجہد اور اپنی آواز برطانیہ کی پارلیمنٹ تک پہچانے کی کوشش کررہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ قادیانیوں کو مسلمانوں کا ٹریڈ مارک استعمال کرنے سے روکا جائے اور مزید اقدامات کررہے ہیں۔ وقت آنے پر بات سامنے آجائے گی، ان شاءاللہ!

سوال

ختم نبوت کے پاکستان کے کئی نامور قائدین شہید کردیے گئے اور آج تک قاتل بے نقاب نہیں ہوئے، آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب

میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں لیاقت علی خان مرحوم سے لے کر ضیاء الحق مرحوم اور حکیم سعید مرحوم، مرتضیٰ بھٹو مرحوم، بے نظیر بھٹو مرحومہ اور اب تک کتنے پاکستان کے شہری لقمہ اجل بن چکے ہیں، کیا ان کے قاتلوں کو بے نقاب یا گرفتار کیا گیا یا نہیں؟ اگر لیاقت علی خان کے قاتلوں کو گرفتار کر لیتے تو یہاں تک نوبت نہیں آتی، لیکن میں صرف ختم نبوت پاکستان کے نامور قائدین کی بات نہیں کرتا، بلکہ

لیاقت علی خان مرحوم سے لے کر ضیاء الحق مرحوم اور حکیم سعید مرحوم، مرتضٰی بھٹو مرحوم، بے نظیر بھٹو مرحومہ اور پاکستان کے ایک ایک شہری کے قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کرتا ہوں۔

سوال

جنرل ضیاء الحق نے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلافِ اسلام سرگرمیوں کو روکنے کے لیے اور قانون میں ترمیم کے لیے جو آرڈی نینس بنام قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلافِ اسلام سرگرمیاں (امتناعِ تعزیرات 1984ء) جو نافذ کیا تھا، کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ فوجی آمریت کا نتیجہ تھا؟

جواب

نہیں، بالکل نہیں، 7 ستمبر 1974ء کی آئینی ترمیم کے ذریعہ قایانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، اور بھٹو مرحوم نے اس وقت وعدہ بھی کیا تھا کہ اس آئینی ترمیم کے تقاضوں کو بروئے کار لانے کے لیے قانون سازی بھی کی جائے گی، لیکن بھٹو صاحب اس وعدہ کا ایفا نہیں کر سکے۔ یوں 1974ء کی آئینی ترمیم بھی عملاً غیر مؤثر اور بے کار ہو کر رہ گئی تھی، پھر اس وعدہ کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے ضیاء الحق مرحوم کے ذریعہ کروائی، مرحوم نے آرڈی نینس 1974ء کی آئینی ترمیم کے تقاضوں کو قانونی شکل دے کر نہ صرف ملت اسلامیہ کے دیرینہ مطالبہ کو پورا کر دیا، بلکہ قادیانیوں کی روز افزوں شرارتوں کا سد باب کر دیا، جس پر پوری ملت اسلامیہ نے ہدیۂ تبریک پیش کیا۔ یہ آرڈی نینس، قادیانیت کے لیے انتہائی نرم درجے کا اقدام ہے، بلکہ ہلکے سے ہلکا اور کم سے کم درجے کا اقدام قرار دیا جا سکتا ہے۔ جزاک اللہ.

ایک وضاحت

دیکھا جاسکتا ہے کہ ہفت روزہ تکبیر کے نمائندہ نے اپنے سوالات کے دوران قادیانیوں کو احمدی مسلمان یا جماعت احمدیہ کے نام سے مخاطب کیا ہے، اور یہی حال آج کل کے ٹی وی اینکرز کا ہے کہ وہ بھی قادیانیوں کو یا قادیانی جماعت کو احمدی مسلمان یا جماعت احمدیہ کے نام سے پکارتے ہیں، جو کہ پاکستان کے آئین اور قانون کے اعتبار سے کسی طرح بھی درست نہیں، لہٰذا ختم نبوت کے حوالہ سے کام کرنے والی جماعتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے اخباری نمائندوں اور ٹی وی اینکرز کے قبلہ کو پاکستان کے آئین اور قانون کے مطابق درست کرلیں، تاکہ قادیانیوں کو احمدی مسلمان یا جماعت احمدیہ کہنے کی وجہ سے عام مسلمانوں کو ان قادیانیوں کے ''غیر مسلم'' یا ''غیر مسلم اقلیت'' ہونے کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہ رہے۔

خالد محمود

ختمِ نبوۃ اکیڈمی لندن

PUBLISHED BY:

KHATM-E-NUBUWWAT ACADEMY

387 Katherine Road, Forest Gate, London E7 8LT United Kingdom.
Phone: 020 8471 4434 | **Cell:** 0788 905 4549, 0795 803 3404
Email: khatmenubuwwat@hotmail.com | **Website:** www.khatmenubuwwat.org

R-Designing | +92 334 2011343